

Vol. I
No. 26.



Wednesday
31st March, 1954

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES Official Report

PART II—PROCEEDINGS OTHER THAN QUESTIONS AND ANSWERS

CONTENTS

PAGES

L.A. Bill No. X of 1954, the Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill 1954—Passed	1671—1695
L.A. Bill No. XIV of 1954, the Hyderabad Allowances of Ministers (Amendment) Bill 1954—Introduced	1695
L.A. Bill No. XI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation Bill 1954—Passed	1695—1700
L.A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill 1954—Passed	1700—1712
L.A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Appropriation (No. 2) Bill 1954—Passed	1712—1715

Note :—*At the beginning of the Speech denotes Conference.

GOVERNMENT PRESS
HYDERABAD

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Wednesday, the 31st March, 1954.

The House met at Nine of the Clock.

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR]

Questions and Answers (See Part 1).

L.A. Bill No. X of 1954, the Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1954.

*شری کے۔ وینکٹ رام راؤ۔ (چناکنڈور)۔ مسٹراسپیکر۔ اب جو حیدرآباد موٹر وہیکلس (امند منٹ) بل (Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill) سنہ ۵۴ ع پیش ہونے والا ہے اس کے متعلق مجھے اعتراض ہے۔ پارٹی اسٹیش ایکٹ کی متعلق اعتراض ہے۔ پارٹی اسٹیش ایکٹ کی دفعہ (۶) کے لحاظ سے یہ ایکٹ رپیل (Repeal) کر دیا گیا ہے۔ پارٹی اسٹیش ایکٹ کے تحت جن ایکٹس کو منسوخ کیا گیا ہے ان میں موٹر وہیکلس ایکٹ بھی شامل ہے۔ تھرڈ پارٹی کے تعلق سے انشورنس کی نسبت کوئی قانون موجود ہو تو اسے جائز رکھا گیا ہے لیکن دوسرے موجودہ قوانین منسوخ ہو چکے ہیں۔ میں آپ کے ملاحظہ میں موٹر وہیکلس ایکٹ کا چیئر (۴) لانا چاہتا ہوں۔

“Chapter XVIII shall not have effect in any Part B State to which this Act extends until the Central Government, by notification in the official Gazette, so directs, and notwithstanding the repeal by section 6 of the Part B States (Laws) Act, 1951, of any law in force in that State corresponding to the Motor Vehicles Act, 1939, the corresponding law in so far as it requires or relates to the insurance of motor vehicles against third party risks, shall, until Chapter VIII takes effect in that State, have effect as if enacted in this Act.”

جہاں تک تھرڈ پارٹی کے تعلق سے جو موٹر وہیکلس کے انشورنس کی حد تک اگر حیدرآباد میں کوئی قانون ہو تو اسے جائز رکھا جاتا ہے لیکن موجودہ قانون جس کی ترمیم پیش کی جارہی ہے وہ ایک منسوخ شدہ قانون ہے۔ وہ قانون دفعہ (۶) پارٹی اسٹیش ایکٹ کے تحت منسوخ ہو جائیگا دفعہ (۶) یہ ہے۔

“ If immediately before the appointed day, there is in force in any Part B State any law corresponding to any of the Acts or Ordinances now extended to that State, that law shall, save as otherwise expressly provided in the Act, stand repealed.”

اس سلسلہ میں جو سیونگ رکھی گئی ہے اس میں یہ ہے کہ اس قانون کے عمل میں آنے سے پہلے جتنے بھی حقوق حاصل تھے - یا کوئی احکام جاری تھے یا کوئی سزائیں ہوتی تھیں ان کو وائلڈ (Valid) رکھا گیا ہے - لیکن پارٹ بی اسٹیٹس ایکٹ کے دفعہ (۶) کے لحاظ سے موٹر وھیکلس ایکٹ وجود میں نہیں ہے بلکہ منسوخ کیا گیا ہے - ایک منسوخ شدہ قانون کی جو ترمیم پیش کی جا رہی ہے وہ جائز نہیں ہے - یہ میرا پائنٹ آف آرڈر ہے -

منسٹر فار لار، ہوم اینڈ ری ہیبیلیٹیشن (شری دگمبر راؤ بندو) - یہ ایگ منحصراً بل ہے - جو موٹر وھیکل ایکٹ کے اس جزو سے متعلق ہے جس کو ابھی تک یہاں پر جائز سمجھا جاسکتا ہے - اس کے متعلق لیگل مشورہ لینے کے بعد حکومت اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ اورجینل ایکٹ کا جو چیاپٹر (۱۰) ہے وہ کسی قانون سے متاثر نہیں ہوتا اور پارٹ بی اسٹیٹس کا ایکٹ لاگو ہونے کے بعد جتنے بھی کرسپانڈنگ لاز (Corresponding Laws) ہیں وہ البتہ منسوخ سمجھے جاسکتے ہیں اور سمجھے جانے چاہئیں - یہ بالکل صحیح ہے - کانسیٹیویشن کے نفاذ کے بعد آل انڈیا قوانین کے تحت جس حد تک مقامی قوانین ہیں وہ منسوخ سمجھے جاسکتے ہیں - ہمارے یہاں کا قانون محض انڈسٹریٹو معاملات سے ہی متعلق نہیں ہے بلکہ ٹیکس کی وصولی کے بارے میں بھی ہے - آل انڈیا موٹر وھیکلس ایکٹ میں ٹیکسس کے سلسلہ میں کوئی پروویژن نہیں ہے - دوسرے پارٹ اے اور بی اسٹیٹس میں ٹیکسس کی حد تک ان کے الگ الگ قوانین موجود ہیں - ہمارے یہاں کا چپٹر (۱۰) جو ٹیکس کے متعلق ہے وہ علیٰ حالہ برقرار رہیگا - اس پر آل انڈیا قانون کا اثر نہیں ہوا ہے - وہ اپنی جگہ پر قائم ہے - چنانچہ اس کی ترمیم کے لئے ہی یہ بل ہاؤز کے سامنے لایا گیا ہے - جیسا کہ فنانس منسٹر نے اپنی اسپیچ میں کہا تھا۔

شری کے - وینکٹ رام راؤ - اس قسم کا کوئی پروویژن اس قانون میں نہیں دیا گیا ہے کہ چپٹر (۱۰) ویسا ہی برقرار رہیگا - پارٹ بی اسٹیٹس ایکٹ میں ایسا کوئی پروویژن نہیں ہے - اس لئے اس بل کا ری ان ایکٹمنٹ (Re-enactment) کرنا چاہیئے تھا - کیونکہ بائی امپلیکیشن اینڈ آپریشن آف لا (By implication and operation of law) یہ بڑا قانون منسوخ ہو جاتا ہے - اس میں ایسی کوئی سیونگ نہیں ہے کہ موٹر وھیکلس ایکٹ کا یہ جزو ویسا ہی باقی رہیگا - آرٹیکل منسٹر گس بنا پر فرما رہے ہیں میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے -

شری دگمبر راؤ بندو - آنریبل ممبر کی یہ رائے کہ جو نکلہ ایسی کوئی سیونگ نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے کوئی مقامی قانون متاثر نہیں ہوگا اور وہ اپنی جگہ برقرار رہیگا - یا ایسی سیونگ نہ ہونے کی وجہ سے اسے منسوخ سمجھا جانا چاہیئے یا یہ کہ وہ بائی امپلیکیشن آف لا (By implication of law) منسوخ ہو جاتا ہے تو یہ آنریبل ممبر کی رائے ہے - لیکن جو لیگل اوپینین گورنمنٹ کو حاصل ہوئی ہے اسکی پنا پر چیپر (۱۰) اپنی جگہ پر قائم ہے - اس میں جو ٹیکسس بنائے گئے ہیں ان میں کمی پیشی کرنا ضروری ہوتا ہے جس کا اختیار اسمبلی کو حاصل ہے - چنانچہ اسی طرح الگ الگ جگہوں پر عمل ہوتا ہے - البتہ اڈمنسٹریشن کی حد تک آل انڈیا موٹر وہیکلس ایکٹ ہرجگہ لاگو ہوتا ہے - حیدرآباد میں بھی اڈمنسٹریشن کی حد تک یہ لاگو ہوتا ہے - اس بل میں دو تین چیزیں ہیں ایک تو یہ کہ شری کے - وینکٹ رام راؤ - میں اس سلسلہ میں آنریبل اسپیکر کی رولنگ چاہتا ہوں -

مسٹر اسپیکر - میری رولنگ یہ ہے کہ اگر یہ قانون واقعی منسوخ شدہ ہے تو آگے چل کر اس کا فیصلہ عدالت کریگی - لیکن جیسا کہ آنریبل منسٹر نے کہا کہ قانونی رائے اس کے خلاف ہے تو اس بارے میں بھی عدالت سے طے ہو جائیگا - شری جی - گوپال راؤ (پاکھال) - کیا اس نوبت پر اس کو لایا جاسکتا ہے ؟ مسٹر اسپیکر - لایا جاسکتا ہے - میری رولنگ کا منشا یہی ہے -

شری دگمبر راؤ بندو - بات یہ ہے کہ یہ ایک چھوٹا سا بل ہے - اور مینل شیڈول ۱۳ میں جو ٹیکسس ہیں ان میں تھوڑا سا اضافہ کیا گیا ہے - یعنی ۲۰ پر سنٹ اضافہ کیا گیا ہے - ہمارے پڑوسی اسٹیس یعنی بمبئی - مدراس - اور مدھیہ بھارت میں ہمارے مقابلہ میں کئی گونا زیادہ ٹیکس ہے -

Mr. Speaker : The Minister has to move for the first reading of the Bill.

Shri D. G. Bindu : I am sorry. I was under the impression that the motion was already moved.

I beg to move :

"That L. A. Bill No. X of 1954, the Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1953 be read a first time"

Mr. Speaker : Motion moved.

شری دگمبر راؤ بندو - اس بل کی غرض صرف یہ ہے کہ ہمارے پاس جو موٹر وہیکل ٹیکس لیا جاتا ہے اس میں کچھ اضافہ کیا جائے - یہ پریپوز (Propose) کیا گیا ہے کہ ۲۰ پر سنٹ اضافہ کرنا چاہیئے - کیونکہ اس میں اضافہ کی کافی گنجائش ہے - ہمارے پڑوسی اسٹیس میں جو ٹیکسس ورک آؤٹ (Work out) کئے گئے ہیں

ان کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ سی۔ پی میں جہاں دوسرے اسٹیشن کے مقابلہ میں کم ٹیکس ہے وہاں بھی ہمارے مقابلہ میں تین گونا ٹیکس ہے۔ مدراس میں چھ گونا اور بمبئی میں بعض چیزوں کی حد تک چھ گونا ٹیکس ہے۔ ان کے مقابلہ میں ہمارے پاس جو ٹیکس ہیں وہ کم ہیں اور وہ اب تک او۔ پی۔ کرنسی (O.S. Currency) میں تھے۔ اب جو شیڈول دیا گیا ہے اس میں ٹیکس آئی۔ جی کرنسی میں ہیں۔ اس کے علاوہ فیگرس میں بھی کچھ زیادتی کی گئی ہے۔ فیگرس کے لحاظ سے جو ٹیکس ورک آؤٹ ہوتا ہے وہ ۲۰ فیصدی اضافہ ہوتا ہے۔ میں ہاؤز کے علم میں یہ بھی لانا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ آف انڈیا کی ٹرانسپورٹ منسٹری (Transport Ministry) کی جانب سے یہ کوشش ہو رہی ہے کہ ہندوستان کے تمام پراونس میں یکسانیت پیدا کی جائے۔ اور یہ بھی کوشش کی جا رہی ہے کہ اس سے جو آمدنی رہے اس سے مستقل طور پر ایک روڈ فنڈ قائم کیا جائے تاکہ روڈس کا مینٹیننس (Maintenance) اچھی طرح ہو اور نئے روڈس کنسٹرکٹ کرنے کے لئے بھی رقم کام آسکے۔ ایسی یکسانیت کی خاطر ایک بل بنایا گیا ہے جس پر عمل کرنے کے لئے الگ الگ اسٹیشن میں کوشش ہو رہی ہے۔ جہاں تک میری انفرمیشن ہے بعض جگہ یہ سوچا جا رہا ہے کہ ٹیکس میں کافی اضافہ ہوا ہے اس کو کم کیا جائے۔ اس وجہ سے ہم سوچ سمجھ کر ۲۰ پرسنٹ اضافہ کر رہے ہیں دوسرے اسٹیشن میں جو کچھ عمل ہوا ہے اس کے لحاظ سے یہاں کے ٹیکس کو وہاں کے لیول پر لانے کے لئے ایک زیادہ کمپریہنسیو بل (Comprehensive Bill) ہاؤز کے سامنے لایا جانا ضروری تھا تاکہ لوکل سس اور دوسرے مسائل پر یہ بل حاوی ہو سکے۔ چونکہ سال سنہ ۵۳-۵۴ ختم ہو رہا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس کا عمل یکم اپریل سنہ ۱۹۵۴ سے ہو جائے تاکہ گورنمنٹ کو نقصان نہ ہو اس وجہ سے اضافہ کرنے کے لئے یہ بل ہاؤز کے سامنے اس وقت رکھا گیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ بغیر کسی اختلاف کے اس بل کو منظور کر لیا جائیگا۔

*شری پل۔ ین ریڈی (وردھنا پیٹھ)۔ مسٹر اسپیکر سر۔ اب ہمارے پاس جو امینڈنگ بل ہے اس کے ایک جزو کے سلسلہ میں اختلاف رائے ہے کیونکہ حیدرآباد موٹر وھیکل ایکٹ (Motor Vehicles Act) کا آپریٹیو (Operative) حصہ رپیل (Repeal) ہوجانے کے بعد اس میں ایک جزو کو بیس (Base) بنا کر امینڈمنٹ کیا جاسکتا ہے یا نہیں یہ غور طلب ہے۔ چونکہ اس کے متعلق رولنگ مل چکی ہے اس لئے میں اس پر زیادہ بحث کرنا نہیں چاہتا۔ جب ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ حکومت اپنی ٹیکریشن پالیسی (Taxation policy) کے تحت اس ٹیکس کو بڑھا رہی ہے تو اس انڈسٹری کے لئے حکومت کی کیا پالیسی ہے اس سلسلہ میں کچھ اظہار خیال کروں گا۔

حیدرآباد اسٹیٹ میں ٹرانسپورٹ انڈسٹری (Transport industry) کا ایک گورنمنٹ سیکٹر (Sector) ہے اور دوسرا پرائیویٹ سیکٹر (Private sector) لیکن پرائیویٹ سیکٹر منتشر اور غیر منظم ہے۔ ان کی کئی مشکلات ہیں جن پر غور کر کے حکومت پورے معلومات ہاؤز کے سامنے رکھنے کے بعد ٹیکزیشن کرتی تو کوئی اعتراض نہ ہوتا لیکن وہ تمام چیزیں ہاؤز کے سامنے نہیں رکھی گئیں۔ اس طرح ان کی مشکلات کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ ہمیں یہ بتلایا گیا ہے کہ بمبئی اور مدراس وغیرہ میں ہمارے پاس سے تین چار گنا زیادہ ٹیکس ہے۔ میں اس کو مانتا ہوں لیکن وہاں جتنا بزنس (Business) ہوتا ہے اور جس قدر پرائیویٹ سیکٹر کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے ان فیکٹرس پر بھی ہمیں غور کرنا پڑیگا۔ مجھض وہاں ٹیکس زیادہ ہونا ہی ہمارے پاس ٹیکس زیادہ کرنے کے لئے ایک ڈسائننگ فیکٹر (Deciding factor) نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ دیگر چیزیں بھی غور طلب ہیں۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ موٹر وہیکل اؤٹرس کے لئے جو روڈ ٹرانسپورٹ سسٹم ہے اس کے تحت ہر ضلع کو ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی (Regional transport authority) قرار دیا گیا ہے۔ ۱۰۰ گر میل سے بڑھکر جانا ہو تو انہیں عارضی پرمٹ حاصل کرنے کے لئے اسٹیٹ ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے پاس آنا پڑتا ہے۔ اب یہاں حیدرآباد کو دور دور کے مقامات سے آنے کے لئے جو دقت ہوتی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ ممکن ہے یہ کہا جائے کہ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے ذریعہ سے تحریک کرا سکتے ہیں لیکن میں عرض کروں گا کہ اس کے لئے ایک عرصہ لگتا ہے۔ کم از کم مہینہ پندرہ روز درکار ہوتے ہیں۔ ریجنل ٹرانسپورٹ کے ذمہ دار کون ہوتے ہیں۔ وہی ڈی۔ یس۔ پی۔ اسکا سکریٹری ہوتا ہے اور کلکٹر اسکا چیرمن۔ وہ بسا اوقات اپنے ہیڈ کوارٹر پر موجود نہیں ہوتے اس لئے کئی دقتیں پیش آتی ہیں۔ تب ۱۰۰ میل سے آگے جانا ہوتو حیدرآباد آکر اسٹیٹ ٹرانسپورٹ اتھارٹی سے کنتاکٹ (Contact) کر کے منظوری حاصل کرنا پڑتا ہے۔ اس لحاظ سے انہیں کافی مشکلات ہیں۔ ان چیزوں کے بارے میں حکومت کیا سوچ رہی ہے کچھ نہ بتلاتے ہوئے ٹیکزیشن کرنا یا موجود ٹیکس میں اضافہ کرنا مناسب نہیں ہے۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اگرچہ ۱۰۰ میل کی اجازت ہے لیکن اگر حیدرآباد سے ورنگل جانا ہوتو ۱۰۰ میل کے اندر ہونے کے باوجود بھی اجازت نہیں دی جاتی راست بھونگی اور جنگلوں سے نہیں جاسکتے بلکہ سڑیا پیٹھ وغیرہ پر سے ہونے پڑتا ہے۔ انہیں اس طرح ایک دوسرے روٹ (Route) سے جانے کے لئے کیوں مجبور کیا جاتا ہے میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں۔ اس زمانے میں اسٹیٹ اوئڈ ریلویز (State-owned Railways) نہیں

آمدنی گھٹ جانے کے خیال سے جہاں ریلوے لائن ہو اس کے ساتھ ساتھ جانے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ لیکن آج ریلویز سنٹر کے تحت گئے ہیں اور وہاں سے اس قسم کے کوئی قیود عائد نہیں کئے گئے ہیں۔ دوسرے اسٹیٹ میں برابر اس کی اجازت ہے تو پھر حیدرآباد تا ورنگل اور حیدرآباد تا نظام آباد کے لئے امتناع کیوں قائم کیا گیا ہے۔ اس کو اٹھانے کی حکومت کیوں کوشش نہیں کرتی۔ یہ تمام مشکلات و ہیکلس کے سلسلہ میں ہیں جن پر حکومت کو غور کرنا چاہیئے۔

اس کے علاوہ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ عارضی پرمٹ کے نام پر بھی انہیں کافی ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ رجسٹریشن ٹیکس ۲۰۰ روپیے ہے لیکن انہیں ان ڈائرکٹ ٹیکسس (Indirect taxes) کتنے دینے پڑتے ہیں اور کیا کیا تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس پر بھی حکومت سوچے۔ جہاں تک میری معلومات ہیں حیدرآباد رین میں رہنے والے لوگ ورنگل جاتے ہیں تو ۱۰۰ میل کے اندر ہونے کے باوجود ویا (Via) بھونگیر اور جنگاؤں جانا ہو تو عارضی پرمٹ حاصل کرنا پڑتا ہے۔ اسٹریٹ (Straight) جانے کی انہیں اجازت نہیں دی جاتی۔ جب آپ نے ۱۰۰ میل کی ایک لمٹ (Limit) رکھی ہے تو پھر عارضی پرمٹ ۱۰۰ میل کے اندر کیلئے بھی جانا ہو تو کیوں لیا جانا چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی اور کنسیدریشن (Consideration) نہیں ہے سوائے اس کے کہ عارضی پرمٹ کے ذریعہ کچھ اور پیسہ و ہیکلس پر وصول کیا جائے۔ یہ کیسی ٹرانسپورٹ پالیسی ہے میری سمجھ میں نہیں آتی۔ مجھے ریش (Rates) یاد نہیں ہیں ورنہ میں بتلاتا کہ حیدرآباد سے ورنگل جانا ہو تو کتنے زائد پیسے دینے پڑتے ہیں۔ پہلے روز کچھ پیسے دینا پڑتا ہے پھر ایک ہفتہ کے لئے کچھ ٹیکس مقرر ہے اس طرح ایک مہینے میں ۱۰-۱۵ روپیے مزید دینا پڑتا ہے۔ اگر وہ دوسرے روٹ (Route) پر بھی جانا چاہیں تو انہیں اس کے لئے بھی الگ پرمٹ لینا پڑتا ہے یہ نیو سسٹم اب انٹراڈیون (Introduce) کیا گیا ہے اس سے پہلے جو رول تھا وہ یہ تھا کہ پہلے روز کے لئے ۱۰ روپیے دئے جائیں اور پھر اس کے بعد ہر روز ایک ایک روپیہ دینا پڑتا تھا۔ اس طرح اگر وہ ۳۱ روپیے دیتے تو دوسرے روڈس پر بھی جاسکتے تھے مگر اب ہر روڈ کے لئے علیحدہ علیحدہ پرمٹ کی فیس دینا پڑتا ہے۔ اس طرح کئی ٹیکسس موٹر والوں کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ ورنگل جارہے ہوں تو بھونگیر میں۔ پھر جنگاؤں میں اور اس طرح ورنگل پہنچنے تک کئی جگہ ٹول ٹیکسس بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور پھر وہاں پہنچنے کے بعد وہاں کا مقامی ٹیکس بھی دینا پڑتا ہے۔ ان سب ٹیکسس کو ملا کر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے پاس ٹیکسس بمبئی اور مدراس سے کم ہیں بلکہ زیادہ۔ یہ تمام تفصیلات ہمارے سامنے رکھی جائیں اور ٹرانسپورٹ انڈسٹری کی کیا

حالت ہے اس کی مکمل تفصیلات ہمارے سامنے رکھی جائیں اس کے بعد اگر ٹیکس کم ہو تو زیادہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر اس سے اسٹیٹ کو فائدہ ہوتا ہے تو ضرور فائدہ پہنچانے کی کوشش کی جائیگی۔ لیکن پہلے تفصیلات کا رکھا جانا ضروری ہے جیتک اس قسم کا اقدام نہیں کیا جاسکتا۔ چونکہ یہ بل یکم اپریل سے نافذ کرنا چاہتے ہیں اس لئے اس کو منظور کرنے کے لئے کہا جائے تو یہ کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کیونکہ آپ چاہتے تو اس کو ایک سال پہلے انٹراڈیوس کر سکتے تھے۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ اگر ایسا ہوتا تو ہم ایک کمیٹی مقرر کرتے اور اس میں غور خوض کرنے کے بعد ایک بہترین ان ایکٹمنٹ (Enactment) کر سکتے تھے۔ اس جھنجھٹ میں پڑنے کی ضرورت نہ ہوتی کہ آل انڈیا موٹر وھیکلس ایکٹ ریپل ہو گیا ہے اس لئے ہم بھی اس کو ریپل کریں۔ یہ عذر پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوتی کہ یکم اپریل سے اس ایکٹ کو نافذ کرنا ہے اس لئے اس کو منظور کیا جائے تو یہ ہاؤز کے لئے قابل قبول نہیں ہے۔

اس کے بعد میں یہ کہوں گا کہ یہاں جو ریجنس (Regions) مقرر کئے گئے ہیں وہ ایک ایک ضلع میں ایک ایک ہے۔ یہ موٹر ٹرانسپورٹ والوں کے لئے یہ سہولت بخشنے نہیں ہے جب آپ بمبئی اور مدراس پراونس کا تذکرہ کرتے ہیں تو یہ بھی دیکھئے کہ وہاں کیسے ریجنس مقرر کئے گئے ہیں اور کتنے میلس کی اجازت ہے۔ وہاں تین چار ایریاز (Address) کا ایک ریجنس ہے اور ان کی گریوننس (Grievances) کو سننے کے لئے ایک اسپیشل اسٹاف رکھا گیا ہے۔ اگر ان کی گریوننس آتی ہیں تو فوراً توجہ کرتے ہیں۔ ان سہولتوں کے بارے میں غور نہ کرتے ہوئے محض یہ کہنا کہ ۲۰ پرسنٹ اضافہ کر رہے ہیں۔ وہ دوسرے اسٹیٹس کے مقابلہ میں زیادہ نہیں ہے کہنا صحیح نہیں ہے۔ حکومت اس سلسلہ میں غور کرے اور اس کے متعلق ایک مکمل ان ایکٹمنٹ لائے تو بہتر ہوگا۔

شری کے۔ انٹ ریڈی (بالکنڈہ)۔ اسپیکر سر۔ بجٹ کے دوران میں ٹیکریشن کے جو پروپوزلس پیش کئے گئے تھے انکو عملی شکل دینے کے سلسلے میں یہ قانون ہاؤس کے سامنے آیا ہے۔ اس ترمیمی قانون کے ذریعہ یہاں دو چیزوں کا ذکر کیا گیا ایک تو ٹیکس دینے کے سلسلے میں اور دوسرے یوٹیلٹیزیشن آف دی پروسیڈس آف دی ٹیکس (Utilisation of the proceeds of the tax) جہاں تک ٹیکس میں اضافہ کا تعلق ہے اس سلسلے میں یہ عام رجحان ہے کہ جو موٹر وھیکلس رکھتے ہیں وہ لکڑی (Luxurious) ہوتے ہیں اس لئے انکے ٹیکس میں اضافہ ہونا چاہئے۔ جہاں تک پرائیویٹ اور بس کے سواری کیلئے موٹر رکھنے کا تعلق ہے اس بارے میں یہ کہنا چاہئے۔

ہے۔ لیکن موٹر وہیکل ٹرانسپورٹیشن اینڈ انڈسٹری (Motor vehicle transport) (Portation as an industry) کا تعلق ہے میں یہ کہہوں گا کہ یہ انڈسٹری ایک اکنامک ڈپریشن (Economic depression) کے دور سے گزر رہی ہے۔ ایسی حالت میں اسپرٹیکس کا اضافہ غور طلب ہے۔ میں مانتا ہوں کہ اگر یہ انڈسٹری پر اسپرس (Prosperous) اور اسکی ارننگ کیپاسٹی (Earning capacity) میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہو تو ٹیکس میں اضافہ ہونا چاہئے۔ لیکن پرسوں ہی آنریبل منسٹر نے کہا کہ ہم ریجنس رستریکشنس (Regions restrictions) اسلئے قائم کر رہے ہیں کہ اس انڈسٹری میں کامپٹیشن (Competition) کو روکا جائے۔ اور اس لحاظ سے پرمٹس الاٹ کئے جا رہے ہیں اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ موٹر ٹرانسپورٹ انڈسٹری ایک ڈپریشن کے دور سے گزر رہی ہے۔ ایک آنریبل ممبر نے ابھی بتایا ہے کہ کس طرح ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے نام پر ان سے قدم قدم پر ٹیکس وصول کئے جاتے ہیں اور ان کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کی جاتی ہیں۔ ٹمپوری پرمٹس (Temporary permits) کی کافی پابندیاں ان پر عائد کی گئی ہیں۔ اور اس کے لئے جو ریجنس مقرر کئے جاتے ہیں وہ بھی کانٹینجٹ (Contingent) نہیں ہوتے ایک ضلع یہاں پر رہتا ہے دوسرا ضلع ۱۲۰ میل کے فاصلے پر رہتا ہے۔ تیسرا ۸۰ میل پر اور چوتھا وہاں سے ۶۰ میل پر۔ اس طرح ایریا رکھا جانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عارضی پرمٹ کے نام پر ان سے ٹیکس وصول کیا جائے۔ اور ٹیکس وصول کرنے کیلئے انکی راہ میں روڑے اٹکائے جائیں۔ اس دقت سے بچنے کی خاطر موٹر اونرس زیادہ ٹیکس ادا کرنے کیلئے تیار ہیں بشرطیکہ ان پر سے یہ پابندیاں برخاست کی جائیں۔ میں نے اس سے پہلے بھی کٹ موشنس پر اظہار خیال کے دوران میں یہ بتایا ہے کہ ریجنل گروپنگ (Regional grouping) کی اصلاح ہونی چاہئے۔ اور ٹیکسی موٹر کو اسٹیٹ کے ہر حصہ میں جانے کی اجازت ہونی چاہئے۔

اسکے بعد یوٹیلٹیزیشن آف ٹیکس (Utilisation of taxes) کا سوال ہے۔ اس سلسلے میں تین چیزیں بتلائی گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ ٹیکس انتظام پر خرچ کئے جائینگے اور ٹیکس کی وصولی کے اخراجات نکالے جائینگے۔ دوسرے انتظامی اخراجات نکالے جائینگے۔ اسکے بعد جو نٹ منافع ہوگا وہ حیدر آباد اسٹیٹ روڈ فنڈ میں لگایا جائیگا۔ اس سلسلے میں ایک آنریبل ممبر کی جانب سے ایک امینڈمنٹ آیا ہے کہ حیدر آباد اسٹیٹ روڈ فنڈ کا مصرف کس طرح ہونا چاہئے اس کی جانچ اور مشورہ کیلئے ایک کمیٹی بنائی جانی چاہئے۔ امینڈمنٹ کے دوران میں اس پر کافی بحث ہو سکتی ہے۔ اس نوبت پر میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ اس فنڈ کے مصرف کیلئے ایک بورڈ تشکیل دینے کی ضرورت ہے۔ جس میں اسمبلی کے الیکٹڈ ممبرس ہوں۔ حکومت کی جانب سے نامینڈ ممبرس بھی ہوں۔ اس کمیٹی کی سفارشات کے لحاظ سے اس فنڈ کے مصرف پر غور کیا جانا چاہئے۔

اسکے بعد موٹر وہیکلس ایکٹ کے سلسلے میں آر۔ ٹی۔ اے (R. T. A.) اور ایس ٹی۔ اے (S. T. A.) میں جو نان آفیشیل ممبرس ہیں انکے بارے میں بھی مجھے ہاؤس کی توجہ مبذول کرانا ہے۔ میں کہوں گا کہ نان آفیشیل ممبرس اس مناپلسٹس (Monopolists) سے گٹھ جوڑ پیدا ہوجانے کے لحاظ سے صرف مناپلسٹس ہی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اسلئے آر۔ ٹی۔ اے۔ کی کمیٹیز کو ری شفل (Reshuffle) کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اس طرح کے گٹھ جوڑ پیدا نہ ہونے دینے کیلئے ہر سال اس کے ممبرس تبدیل ہوتے رہنا چاہئے۔ اسی طرح اسٹیٹ ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں اس ہاؤس کا ایک نان آفیشیل ممبر بھی شریک رہنا چاہئے۔ ان امور پر توجہ کیجائے۔ موٹر اونرس ٹیکسس زیادہ دینے کیلئے تیار ہیں لیکن انکی راہ میں جو پیچیدگیاں پیدا کی گئی ہیں انہیں دور کیا جانا چاہئے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ان باتوں پر غور کیا جائیگا۔

* شری جی۔ گوپال راؤ۔ مسٹر اسپیکر سر۔ آج جو اسنڈمنگ بل ہمارے سامنے آیا ہے اس کے لحاظ سے موٹر ٹیکس میں اضافہ زیر غور ہے۔ اسکے لئے ہمیں اس بات پر غور کرنا پڑیگا کہ آج یہ انڈسٹری کس طرح چل رہی ہے۔ حیدر آباد میں اس انڈسٹری میں ۱۰۰ کروڑ روپیہ لگا ہوا ہے۔ اس میں زیادہ تر مال لیجانے والی گاڑیاں ہیں جنکی تعداد حیدر آباد میں ۵ ہزار کے قریب ہے۔ روڈ ٹرانسپورٹ ڈپارٹمنٹ کی گاڑیاں علاحدہ ہیں۔ اس طرح اس انڈسٹری میں ۱۲-۱۳ ہزار روپیہ انوسٹ (Invest) کیا ہوا ہے۔ آنریبل ممبرس آف دی ہاؤس اور خود آنریبل منسٹر نے بھی بتایا کہ حیدر آباد میں اس انڈسٹری کی حالت گرتی ہوئی ہے۔ اور یہ انڈسٹری معاشی مشکلات سے دوچار ہے۔ اس کے پیش نظر ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس انڈسٹری کو کس طرح تباہی سے بچایا جاسکتا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ چار پانچ سال سے ٹیکسس میں برابر اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن انہیں سہولتیں دینے میں دن بدن کوتاہی کی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں ایوان کے سامنے چند چیزیں لانا ضروری سمجھتا ہوں۔ ایک آنریبل ممبر نے بتایا کہ انکے لئے دیڑھ سو میل کا ریڈیس (Readers) رکھا گیا ہے۔ لیکن انکی مشکلات کیا ہیں دیکھئے۔ بمبئی اور مدراس میں آنریبل منسٹر نے بتایا کہ ٹیکس زیادہ ہیں۔ لیکن کلکتہ کی مثال ہاؤس کے سامنے نہیں رکھی گئی جہاں ٹیکسس حیدر آباد کے مقابلہ میں کم ہیں۔ جب آپ کو ٹیکس میں اضافہ کرنا ہو تو ایسے مقامات کے نظائر لئے جاتے ہیں جہاں ٹیکس زیادہ ہے اور ان اسٹیٹس کی مثال کو سامنے نہیں لایا جاتا جہاں کہ ٹیکس کم ہے۔ اور پھر یہ بھی نہیں بتایا جاتا کہ یہاں کے دیڑھ سو کے مقابلہ میں بمبئی میں ۳۰ میل کا روٹ ملتا ہے۔ احمد آباد سے شولا پور تک اجازت دیجاتی ہے تو راستے میں ۱۰۰ تجارتی منڈیاں مل جاتی ہیں۔ جہاں وہ مال خالی کر سکتے ہیں یا بھر سکتے ہیں۔ یہاں زیادہ سے زیادہ دو ایک مقامات ملتے ہیں۔ لیکن درمیان میں کئی مقامات پر ٹول ٹیکس وصول

کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں گورنمنٹ آف انڈیا نے سنہ ۱۹۵۰ء میں ایک انکوائری کمیٹی بٹھائی تھی کہ معلوم کیا جائے کہ موٹر مالکان ہر سال کتنا ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ اس کمیٹی نے بتایا کہ موٹر اونرس ہر سال گورنمنٹ کو کتنی رقم دیتے ہیں۔ اس رپورٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ ۱۹۴۹-۵۰ء میں سارے محاصل کے سوا ہر موٹر لاری کو موٹر وہیکلس ایکٹ کے تحت ۲۲۷ روپیے پٹرول سیلس ٹیکس میں اور ۳۳۴ روپیے اسپیر پارٹس (Spare parts) اور دیگر ضروریات پر اس میں بلدیہ کا مزید ٹیکس ۶۴ روپیے شامل کیا جائے تو اس طرح ایک موٹر لاری پر ریاستی حکومت ۸۸۰ روپیے بطور ٹیکس اور مرکزی حکومت ۳۷۸ روپیے ٹیکس وصول کرتی ہے۔ گویا مرکز اور ریاستی حکومتیں اور مجالس صوبائی ہر موٹر لاری سے سالانہ ۱۲۵۰ روپیے بطور ٹیکس وصول کرتے ہیں۔ اس طریقہ سے رپورٹ ہے۔ یعنی چار ہزار سے چھ ہزار تک ڈائریکٹ اور ان ڈائریکٹ ٹیکس حکومت کو دینا پڑتا ہے۔ پھر ان کو سہولتیں کیا دیجاتی ہیں۔ ان ٹیکس میں لوکل ٹیکس بھی شامل نہیں ہیں جو درمیان میں ادا کرنے پڑتے ہیں۔ یہاں سے پدپلی تک لاری جائے تو ۲۵-۳۰ روپیے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ حالانکہ نیشنل ہائی ویز (National high ways) ہیں۔ میونسپالٹیز اور لوکل باڈیز راستے میں لکڑی ڈال کر تین۔ چار روپیے ٹول ٹیکس کے نام پر وصول کر لیتے ہیں۔ ایک آنریبل ممبر نے بتایا کہ عارضی پرمٹ کے حصول میں بھی کیا کیا دقتیں پیش آتی ہیں۔ پہلے تو رقم چالان کے ذریعہ اسٹیٹ بینک میں جمع کروانی پڑتی ہے۔ اسکے بعد پرمٹ حاصل کرنے کے لئے اضلاع سے حیدر آباد آنا پڑتا ہے۔ اور یہاں اسکے لئے پیروی کرنی پڑتی ہے۔ آپ اندازہ لگائیے کہ اس طرح سرکاری کارروائیوں کی تکمیل تک لاری کا کیا حال ہوگا۔ یہ سب معاملات طے کرنے تک وہ گاہک ختم ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہ بیکار ہو جاتا ہے۔ اسلئے میں ایوان کے سامنے یہ ظاہر کرونگا کہ انہیں ٹیکس دینے سے انکار تو نہیں ہے بلکہ وہ اضافہ دینے کیلئے تیار ہیں لیکن انہیں سہولتیں فراہم کی جائیں۔

اس سلسلہ میں جو ۱۶ ريجنل ٹرانسپورٹ آفیسس مقرر کئے گئے ہیں جیسا کہ مدراس اور بمبئی میں ہے ویسا کہنا جاسکتا ہے۔ ريجنل ایریا (Regional area) تین سو میل تک بڑھایا جاسکتا ہے۔ ورنگل اور نظام آباد کی روڈس کو ریلوے کے خیال سے موٹر وہیکل ایکٹ نافذ کر کے خانگی لاریوں کے استعمال کیلئے روک دیا گیا تھا لیکن اب تو سنٹرل ریلوے ہے اور کافی آمدنی ہوتی ہے اسلئے اب اس طریقے کو توڑ دینا چاہئے۔ آر۔ ٹی۔ ڈی۔ کے بسس خراب راستوں پر نہیں چلائے جاسکتے۔ ایسے راستوں پر جہاں بنڈی وغیرہ چلتی ہے ویسے راستوں پر نہیں چلائے جاسکتے۔ ایسے راستوں پر جانے کی پرائیویٹ بسس کو گورنمنٹ اجازت دیتی ہے اسکے باوجود کوئی رعایت نہیں کی جاتی ہے۔ ایمپارٹنٹ (Important) سڑکوں پر اجازت نہیں دیجاتی ہے البتہ ویسے راستوں کو ملانے کیلئے اگر آر۔ ٹی۔ ڈی کی سڑکیں تین چار میل تک ہوں تو اسپر جانے کی اجازت دیجاتی

ہے۔ جب دیہات کے لوگ چالیس پچاس میل سے حیدر آباد آتے ہیں تو کہیں نہ کہیں آر۔ٹی۔ ڈی کی سڑکیں ملینگی۔ مثال کے طور پر میں حیدر آباد تا کلوآکرتی کی سروس کے بارے میں کہوں گا کہ پہاڑی شریف تک آر۔ٹی۔ ڈی روٹ ملتی ہے۔ اگر آر۔ٹی۔ ڈی کی سروس میں جائیں تو تین چار مقامات پر تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ آٹھ بجے صبح نکلیں تو شام کے چھ بجے پہنچتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کی آر۔ٹی۔ ڈی روٹ پر صرف پانچ میل یعنی پہاڑی شریف تک سفر کر سکتے ہیں۔ اسلئے میں کہوں گا کہ انکے ساتھ رعایت کرنے کی ضرورت ہے اور وہاں فیوڈر روڈ (Fair Weather Road) بنانا چاہئے۔ اسکے علاوہ میں کہوں گا کہ وہ جو ٹکس ادا کرتے ہیں اسکے قطع نظر انہیں سڑکیں وغیرہ بھی اپنے ذاتی خرچے سے بنانا پڑتا ہے ورنہ بارش وغیرہ کے زمانے میں بس سروس چلانا دشوار ہو جاتا ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ اون پر پولس والوں کا جو ظلم ہوتا ہے وہ شاید منسٹر صاحب نہ جانتے ہوں لیکن عوام اس سے واقف ہیں کہ پولس والے خانگی لاری والوں پر کتنا ظلم کرتے ہیں۔ لہذا اس جانب بھی منسٹر صاحب توجہ کریں تو مناسب ہے۔ میں کہوں گا کہ ایسی کچی سڑکوں پر جو بس چل رہے ہیں اون سے نصف ٹکس لیا جانا چاہئے۔ اور لوکل سروس جو چلتی ہیں مثلاً پہاڑی شریف وغیرہ کی۔ انہیں حیدر آباد سے آٹھ دس میل کی حد تک بھی اجازت ملنی چاہئے۔ ممکن ہے کہ ہوم منسٹر صاحب یہ کہیں کہ اس سے آر۔ٹی۔ ڈی کو نقصان ہوگا۔ میں کہوں گا کہ اگر آر۔ٹی۔ ڈی نئے پل سے پہاڑی شریف تک آٹھ آنے کرایہ لیتی ہے تو اس میں نٹ انکم میں سمجھتا ہوں کہ آدھا آنہ یا ایک آنہ ہو سکتا ہے۔ بہر حال اسکی جانچ پڑتال کر کے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ نٹ انکم کیا ہوتا ہے اس لحاظ سے ان پرائیویٹ بسس پر ٹکس عائد کیا جاسکتا ہے تاکہ گورنمنٹ کو نقصان نہ ہو لیکن انہیں اجازت ملنی چاہیئے۔ اس بارے میں عرض کروں گا کہ کس طرح سنٹرل گورنمنٹ نے ایک ایکٹ بنایا ہے اوسی طرح حیدر آباد گورنمنٹ بھی ایک انکوائری کمیٹی بٹھا کر اسمیں آفیشل اور نان آفیشل ممبرس اور موٹر وہیکل یونین کے ممبروں کو بھی شریک کرے اور موٹر ٹرانسپورٹ کے بارے میں یونیفارم ٹکزیشن (Uniform taxation) کی پالیسی اختیار کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دوسرے صوبہات کے مقابلہ میں یہاں جو ٹکس عائد کیا گیا ہے وہ زیادہ ہے۔ لیکن آئندہ سال تک ایکٹ بنا کر انہیں جو کچھ سہولتیں دی جاسکتی ہیں دیجانی چاہئیں۔ اسکے علاوہ اب جو دیڑھ سو میل کا رینج (Range) بنایا گیا ہے اوسکی بجائے تین سو میل کا رینج بنادیا جانا چاہئے۔ دیہات میں جو ٹکسی لاریز ہیں اونکو آر۔ٹی۔ ڈی کی روٹ (Route) پر چلانے کی سہولت دیجانی چاہیئے۔ البتہ پاسنجر لاریز ہیں ان کو اجازت نہ دینے پولس والوں کی زیادتیوں کا یہ حال ہے کہ پاسنجر لاریز کو بس انسپکٹر گھنٹوں کھڑا رکھتے ہیں۔ کوئی پنچنامہ مرتب ہو رہا ہو یا انسپکٹر صاحب چائے پی رہے ہوں تو لاری کو روک رکھتے ہیں۔ یہ اس قسم کی مشکلات ہیں جو خاص طور پر آرٹریل منسٹر کی توجہ

کے محتاج ہیں۔ آخر میں میں اسپر زور دونگا کہ ٹکسس کے بارے میں جو یونیفارم ٹکزیشن پالیسی ہے دوسری جگہ کی طرح یہاں بھی مقرر کی جانی چاہئے۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

شری دگمبر راؤ بندو - مسٹر اسپیکر سر - فرسٹ ریڈنگ کے موقع پر ہاؤس کے سامنے جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اون خیالات کے بارے میں اظہار خیال کروں۔ یہ بات کہی گئی کہ چونکہ ریلوے سے اب ہمارا تعلق نہیں رہا لہذا اب اوس نقطہ نظر سے سوچنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ کامپی ٹیشن (Competition) کیا جا سکتا ہے۔ مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ آل انڈیا موٹروہیکل ایکٹ جو لاگو کیا گیا ہے اوس کے پیچھے یہ خیال تھا کہ ریلوے کے ساتھ کامپی ٹیشن نہ ہونا چاہئے۔ ریلوے سنٹرل سبجکٹ ہے۔ لیکن موٹر ٹرانسپورٹ اڈمنسٹریشن (Motor Transport Administration) یہ چاہتا ہے کہ ریلوے کے ساتھ کامپی ٹیشن نہو اور اسٹیٹ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی (State Regional Transport Authority) کا بھی خیال یہی ہے۔ سنٹرل گورنمنٹ کو بھی یہ دقت تھی کہ قدم قدم پر نئے ٹکس دینے پڑتے ہیں۔ یہ بات صرف حیدرآباد کے تعلق سے نہیں ہے بلکہ ہر جگہ ہے۔ باوجودیکہ حیدرآباد کے مقابلہ میں دوسری جگہ چار پانچ گونہ ٹکس ادا کیا جاتا ہے اس کے باوجود لوکل ٹکس دینے پڑتے ہیں۔ میں آنریبل ممبرس کی معلومات کے لئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں ٹرانسپورٹ اڈوائزری کمیٹی بٹھائی گئی تھی اور ٹرانسپورٹ منسٹرس کی جو کانفرنس ہوئی تھی اوس میں بھی اس خیال کو ملحوظ رکھا گیا کہ یکسانیت پیدا کی جائے۔ اور اس کی ضرورت ہے کہ ایک کامپریہنسیو بل (Comprehensive Bill) ہاؤس کے سامنے لایا جائے۔ یہ کہا جائیگا کہ ایسا بل گذشتہ سال کیوں نہیں لایا گیا۔ اس کے متعلق میں کہوں گا کہ کئی ایسی چیزیں ہیں جن کے متعلق یہ تصور کیا جاتا ہے کہ اس کی تکمیل فلاں مدت میں ہو جائے گی لیکن کچھ ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ وہ اس مدت میں تکمیل نہیں پاسکتی۔ ایک کامپریہنسیو بل ہاؤس کے سامنے لانے میں دقت اس وجہ سے ہوتی ہے کہ اس امر کا تصفیہ ہونا تھا کہ ایک اسٹیٹ کی بونڈری (Boundary) سے دوسرے اسٹیٹ کی بونڈری میں جائیں تو علیحدہ ٹکس نہ لیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ کشمیر سے رامیشور تک موٹر چلائی جائے تو ایک مرتبہ ہی ٹکس دینا چاہئے۔ بات یہ ہے کہ میونسپل اتھا ریٹیز جو ٹکسس بڑھا رہے ہیں وہ اسٹیٹ گورنمنٹ کو دینے کے لئے تیار نہیں ہیں لیکن یہ ایسی چیزیں ہیں کہ ہمیں آپس میں ٹکس کر کے کوئی فارمولا (Formula) بنانا چاہئے۔ سنٹرل گورنمنٹ کی خواہش یہ ہے کہ میونسپلٹیز کو ٹکسس سے جو انکم ہوا اس کو تقسیم کر دیں۔ حیدرآباد کے تعلق سے یہ دقت قابل غور ہے کہ ہمارے پاس حال حال میں میونسپلٹیز کا قیام عمل میں آیا ہے اور ہمارے پاس ایسے فیکٹس موجود نہیں ہیں کہ ان کے لحاظ سے یہ طے کیا جائے کہ ہمارے ٹکس

کیا حصہ ہونا چاہئے اور گورنمنٹ کا کیا حصہ - یہ دقت ایسی ہے کہ جب تک کسی ایک راستے پر ہم نہ پہنچیں اوس وقت تک ٹکس کو ایک جگہ جمع کر کے تقسیم کرنا مشکل ہے۔ لیکن اس تعلق سے سنٹرل گورنمنٹ غور کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور امید کی جاسکتی ہے کہ کوئی یونیفارم پالیسی (Uniform policy) بورے اسٹیٹس کے لئے معین کی جائیگی۔ لیکن اس کے لئے عرصہ لگے گا اس لئے اوسکے انتظار میں بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے۔

ایک بات یہ کہی گئی تھی کہ ڈسٹرکٹ وائیز ریجنل اتھا ریٹیز (District wise Regional Authorities) جو قائم کی گئی ہیں اوس کے لئے مناسب طور پر ریجنس (Regions) بنائے جائیں - خود سنٹرل گورنمنٹ کا ایکٹ جس طرح

ہے اوس پر عمل کرنا پڑیگا - میں خود اس کا قائل ہوں کہ جو ریجنس ٹرانسپورٹ اتھارٹی نے قائم کئے ہیں وہ یہاں کے لحاظ سے ٹھیک نہیں معلوم ہوتے لیکن ایک آرگنائزیشن (Organisation) بنا کر یا کوئی اسکیم بنا کر اوس کے

مطابق کام کریں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپکو آمدنی کیا ہوگی اور اس میں وہ اخراجات برداشت کئے جا سکتے ہیں یا نہیں - ڈسٹرکٹ روڈ ٹرانسپورٹ اتھارٹی وہ اخراجات نہیں کرتی ہے لیکن اگر کوئی اسپیشل اتھا ریٹی کریٹ (Create) کی جائے تو اس کے لئے اخراجات بڑھ جائیں گے - آمدنی تو نہیں بڑھیگی لیکن اخراجات بڑھ جائیں گے اس لئے میں کہوں گا کہ ہم کو فینانشیل دقتیں محسوس کرنا چاہئے۔

فینانس ڈیپارٹمنٹ یہ کہتا ہے کہ آپ آمدنی تو نہیں بڑھاتے لیکن اسکیمیں سینکشن (Sanction) کرنے کے لئے کہتے ہیں - یہ دقتیں گورنمنٹ کے سامنے

ہیں - بعض آنریبل ممبرس نے کہا کہ کلکٹرس اور ڈی - یس - پی اپنے اپنے کاموں کے تعلق سے ادھر ادھر جاتے ہیں وہاں جاکر وہ لوگ عوام کی دقتوں پر توجہ نہیں کرتے۔

یہ چیزیں گورنمنٹ بھی محسوس کر رہی ہے۔ اس وجہ سے ریجنل کمیٹیز مناسب طریقہ پر بنانا ضروری ہے۔ اور جیسا کہ ایک آنریبل ممبر نے کہا اون کو سال بسال بدلنا بھی چاہئے

چنانچہ ہم نے سچیشن منگوائے ہیں اور وہ حکومت کے زیر غور ہیں - ہم چاہتے ہیں کہ الگ الگ کمیٹیاں تشکیل دی جائیں اور تجربہ کے بعد اگر محسوس ہو تو اون میں

تبدیلیاں بھی کی جائیں گی - یہ جو سچیشن آیا ہے وہ معقول سچیشن ہے اس کو قبول کرنا چاہئے۔ یہ بھی کہا گیا کہ ٹول ٹیکس وغیرہ کے بارے میں ہمارے سامنے کوئی چیز نہیں رکھی

جاتی - مجھے عرض کرنا ہے کہ آج نئے نئے لوکل اتھا ریٹیز اور نئی نئی میونسپالٹیز قائم ہو رہی ہیں - اون کو ٹیکزیشن کا جو اختیار ہے اوس پر کسی طرح اثر نہیں ڈالا جاتا

چاہئے - اون کو ٹیکزیشن کا پورا اختیار رہنا چاہئے - آپ دیکھیں گے کہ اورینٹل ایکٹ میں سے میں نے ایک سکشن نکال دیا ہے یعنی سکشن (۱۳۳) آف دی حیدر آباد

موٹر وھیکلس ایکٹ آف ۱۹۵۳ ف (Section 134 of the Hyderabad

Motor Vehicles Act of 1954 F.) یہاں کلار (۲) جو

رکھا گیا ہے اوس کا مطلب یہی ہے کہ اون پر اثر نہیں ڈالنا چاہئے

پہلے تو دوسرے کارپوریشنس نہیں تھے صرف حیدرآباد میونسپالٹی تھی - لیکن اب کئی جگہوں پر میونسپالٹیز - لوکل بورڈس اور لوکل اتھارٹیز قائم ہو گئے ہیں - اون کو ٹیکریشن کا اختیار دیا گیا ہے - ایسی صورت میں ہم اپنے طور پر کوئی ایسا بل منظور نہیں کر سکتے جو اون کے ٹیکریشن کے اختیارات پر اثر ڈالنے والا ہو - اس لئے اس شکل میں یہ بل لایا گیا ہے - بعض مفید سرجیشنس ہاؤس کے سامنے رکھے گئے ہیں وہ خود گورنمنٹ کے سامنے ہیں - اس کے لئے کوئی خاص انکوائری کمیٹی قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے - میں اس سلسلہ میں دو باتیں اور عرض کرونگا - ایک تو یہ کہ ڈیولپڈ ٹرانسپورٹ (Developed Road Transport) کے مفادات کو محفوظ رکھتے ہوئے پرائیویٹ سٹرکٹر یعنی جو پرائیویٹ ٹیکسیز اور بسس چلانے والے ہیں اون کو بھی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں - یہ گورنمنٹ کی پالیسی ہے - چنانچہ اس وجہ سے بعض نوٹیفائیڈ روڈس (Notified Roads) اون کے لئے بھی کھلے رکھے گئے ہیں - ریجنس کے متعلق جو دقت پیش آتی ہے اس پر انڈیویچول طریقہ پر سوچنا ٹھیک ہوگا - چنانچہ میں ہاؤس کو بتا سکتا ہوں کہ جہاں پر میرے سامنے ایسے کیس آئے کہ پانچ چھ میل کا کوئی ٹکڑا نوٹیفائیڈ روڈ ہے اور اس کی وجہ سے پیسنجر کو تکلیف ہو رہی ہے تو ایسی خاص صورتوں میں میں نے اپنے طور پر اجازت دیدی ہے کہ تھرو پیسنجرس لیجا سکتے ہیں - یہ سہولتیں خاص حالات کے لحاظ سے دیا سکتی ہیں - سنٹر موٹر و ہیکل ایکٹ کے تحت ڈسٹرکٹس اتھارٹیز جو عمل کرتی ہیں وہ یہ کہ یاتو انٹر ڈسٹرکٹ عمل ہوتا ہے یا جہاں روڈ ٹرانسپورٹ کی سڑک حائل ہوتی ہے تو وہاں یس - ٹی - اے کو ریفر کیا جاتا ہے - وہ لوگ اپنے طور پر پرمٹ دیتے ہیں - اس میں گیارہٹی کے طور پر کسی کو دینے کا اختیار نہیں ہے - اور زیادہ مدت تک بھی نہیں دیا جاسکتا - زیادہ سے زیادہ تین سال تک اجازت دیا جاسکتی ہے - عملی طور پر میں ضرور یہ محسوس کر رہا ہوں کہ بہت سی چیزیں اصلاح طلب ہیں - میں آنریبل ممبرس سے یہ کہوں گا کہ ضلع یا تعلقہ میں کوئی خاص انڈیویچول (Individual) مسائل پیدا ہوئے ہیں تو اونکو گورنمنٹ کے سامنے پیش کیا جائے تو اس کے بارے میں ضرور غور کیا جاسکتا ہے اور غور کیا بھی گیا ہے - اس لئے میں یہ عرض کرونگا کہ اس بل کی فرسٹ ریڈنگ منظور کر لی جائے۔

Mr. Speaker : The Question is :

“ That L. A. Bill No. X of 1954, the Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1954, be read a first time. ”

The Motion was adopted.

Shri D. G. Bindu : Sir, I beg to move:

“ That L. A. Bill No. X of 1954, The Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1954, be read a second time. ”

Mr. Speaker : The Question is :

“ That L. A. Bill No. X of 1954, the Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1954, be read a second time. ”

The Motion was adopted.

CLAUSE 2.

Mr. Speaker : There are no amendments to clause 2.

The Question is :

“ That clause 2 stand part of the Bill. ”

The motion was adopted.

Clause 2 was added to the Bill.

CLAUSE 3.

Shri G. Hanumanth Rao (Mulug) : I beg to move :

“ After para (iii) of sub-section (1) of section 141 of the Act proposed to be substituted by the Clause, add the following paragraphs namely.

“(iv) Fourthly, if the rates of taxes mentioned in the Thirteenth Schedule are increased, there shall be paid to the Hyderabad Municipal Corporation from Azur of the year previous to which such increase has been made, a sum equivalent to the net average annual income derived by it during the three years prior to such increase from taxes imposed on motor vehicles under sections 106 and 137 of the Hyderabad Municipal Act XII of 1942 Fasli.

(v) Fifthly, if the rates of taxes mentioned in the thirteenth Schedule are increased there shall be paid to each local body, which at the commencement of this Act, was levying on motor, vehicles tolls, vehicle-tax and road-cess under sections 7, 8 and 11 respectively of the Hyderabad Local Cess Act II of 1909 F., or any one or more than one of such tolls, tax and cess, a sum equivalent to the net average annual income derived by such local body during any of such tolls, tax and cess, as the case may be.”

Mr. Speaker : Amendment moved.

Shri G. Hanumanth Rao : I beg to move :

“For sub-section (2) of section 141 of the Act proposed to be substituted by the clause, substitute the following, namely—

“(2) (a) A Hyderabad State Road Fund Advisory Board shall be formed consisting of the following members:—

(i) three members shall be elected by the Hyderabad Legislative Assembly by proportional representation,

(ii) two members from the All Hyderabad Motor Union.

(iii) two members shall be nominated by the Government.

(b) The Board shall determine the sums to be paid or credited under clauses (i) to (iii) of sub-section (1) and its determination shall be final”.

Mr. Speaker : Amendment moved.

Shri K. Ananth Reddy : Mr. Speaker, Sir, I want to move an amendment to amendment *i.e.* to the first amendment of hon. Member Shri G. Hanumanth Rao.

Mr. Speaker : Has the hon. Member given notice of it ?

Shri K. Ananth Reddy : It is only a verbal amendment. I would request you to give me permission for moving the same.

Mr. Speaker : He must have sent in a copy of it to the office. All right. He can move now.

Shri K. Ananth Reddy : I beg to move.

(a) “That in line three of para (iv), for the word ‘Azur’ substitute the word ‘April’

(b) In line seven of para (iv), for the words sections 106 and 137 of the Hyderabad Municipal Act XII of 1942 Fasli, substitute the words the provisions of Hyderabad Municipal Corporation Act of 1950.

Mr. Speaker : Amendment to amendment moved.

* شری جی - ہنمنت راؤ - مسٹر اسپیکر سر - شری کے - انٹ ریڈی نے جو امینٹس موو کئے ہیں اوسکو قبول کرتے ہوئے میں آگے چلتا ہوں - میونسپالٹیز اور لوکل باڈیز کا جو فنڈ ہے اوس سے (۱۶) لاکھ کی آمدنی ہوتی ہے -

[Mr. Deputy Speaker in the chair]

لوکل باڈیز اور میونسپل کارپوریشن کو اخراجات جاتے باقی دینے کے لئے ہمارے پاس پہلے اسے قانون تھا - اوس کے تحت رقم کہاں تک دیگئی وہ الگ بات ہے - اگر وہ رقم میونسپالٹیز اور لوکل باڈیز کو دیجاتی تو وہاں پر جو روڈس خراب ہیں اون کو وہ ریپیر کرسکتے تھے - اور ٹرانسپورٹ سسٹم کو بہتر طریقے پر چلانے کے لئے اور وہیکلس کو ڈیمجس (Damages) سے بچانے کے لئے یہ رقم استعمال کیجاسکتی تھی - جہاں پر کلورٹس (Culverts) کی ضرورت ہو اوس فنڈ سے کلورٹس بنائے جاسکتے ہیں - لیکن گورنمنٹ یہ چاہتی ہے کہ میونسپالٹیز کو اوس فنڈ سے جو رقم دیجاتی ہے وہ نہ دیا جائے کیونکہ اس بل کے ایک سکشن میں شیڈول (۱۲) کو ڈیلیٹ (Delete) کرنے کے لئے کہا گیا ہے - اس سے یہ ہوگا کہ پہلے تو میونسپالٹیز اور لوکل باڈیز موٹر وہیکلس پر کوئی ٹیکس عائد نہیں کرسکتیں تھیں اوس پر بیان (Ban) تھا اب ہماری گورنمنٹ یہ چاہتی ہے کہ ۲۰ پرسنٹ اضافہ کرے - لوکل باڈیز اور میونسپالٹیز کو بھی ٹیکس عائد کرنے کی اجازت دے - اسکے معنی یہ ہونگے کہ یہاں سے بھی ۲۰ پرسنٹ ٹیکس میں اضافہ ہوگا اور وہاں لوکل باڈیز وغیرہ سو پرسنٹ یا دو پرسنٹ ٹیکس عائد کرسکیں گے - میرا مطلب یہ ہے کہ پہلے جس طریقہ سے فنڈس کی رقم دیجاتی تھی اوسی طریقہ کو رائج رکھا جائے - اور حیدرآباد اسٹیٹ روڈ فنڈ میں جتنی آمدنی ہوتی ہے اوس کے لحاظ سے لوکل باڈیز کو بھی دیا جائے - میرا دوسرا امینٹ اس چیز سے متعلق ہے کہ حیدر آباد روڈ فنڈ کو کس طرح یوٹیلایز (Utilise) کیا جائیگا - اکسپنسز (Expenses) کس طرح سے میٹ (Meet) کریں گے - لوکل باڈیز کو کس طرح سے رقم دیں گے - اسکے بارے میں ہمارے پاس کوئی مواد نہیں ہے اس وجہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کیلئے ایک اڈوائزری کمیٹی قائم کیجائے -

اس میں تین ایم - ایل - ایز - اور دو موٹر یونین کے رپریزنٹیٹوز (Representatives) ہوں تاکہ وہیکلس اور روڈس کے متعلق جو مشکلات پیش آتی ہیں اون کو وہ بتاسکیں اس کے علاوہ اوس میں گورنمنٹ کے بھی دو ممبرس ہوں - اس طرح ایک باڈی کانسٹی ٹیوٹ (Constitute) کیجائے - تاکہ (۱۶) لاکھ کی جو رقم وصول ہوتی ہے اس میں سے اخراجات نکالنے کے بعد وہ رقم نیشنل روڈس اور نیشنل ہائی ویز (National highways) وغیرہ بنانے پر صرف کیجاسکے - چکڑ پٹی میں ایک بلڈے اوسکو اکسٹنڈ (Extend) نہ کرنے کی وجہ سے موٹروں کو ایک راؤنڈ (Round) لیکر جانا پڑتا ہے جسکی وجہ سے پٹروں زیادہ خرچ ہوتا ہے اگر اس بیج کو اکسٹنڈ

*L.A. Bill No. X of 1954
the Hyderabad Motor
Vehicle: (Amendment)
Bill 1954*

کیاجائے تو پٹرول کا خرچہ کم ہو سکتا ہے۔ ایسے معاملات وہ اڈوائزری کمیٹی غور کریگی اور ہدایتیں دیا کریگی۔ سولہ لاکھ کی جو رقم وصول ہو رہی ہے جسکے وصول ہونے کی توقع ہم کر رہے ہیں اوسمیں سے (۲۵) پرسنٹ اکسپنڈیچر جانے کے بعد (۱۲) لاکھ روپیہ بچ جائے ہیں۔

یہ ۱۲ لاکھ میں سے ٹیکس جانے کے بعد ۴ لاکھ سے زیادہ پیسہ نہیں بچتا۔ اس میں وصولی کے لئے پیسہ جاتا ہے اور ورکنگ سسٹم کیلئے بھی پیسہ جاتا ہے۔ اس کے بعد ۴ لاکھ بچتے ہیں اس کو خرچ کرنے کیلئے جو لوکل اڈوائزری باڈی قائم ہوگی وہ جو اڈوائس (Advice) دیگی ویسا ہی عمل ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈیموکریٹک طریقہ اختیار کرنے کے لئے میں نے جو امینڈمنٹ آنریبل منسٹر کے سامنے رکھا ہے اس کو قبول کیا جائیگا۔

شری کے ائنت ریڈی - میرا جو امینڈمنٹ ٹو امینڈمنٹ ہے اس کو موور آف دی امینڈمنٹ نے قبول کر لیا ہے لیکن میں چند الفاظ میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ میرے امینڈمنٹ کا مقصد قانونی سقم کو دور کرنا ہے۔ پرانے ایکٹ کے تحت آنریبل موور نے جو امینڈمنٹ تجویز کیا وہ آذر کے بجائے اپریل رکھنے کے لئے ہے۔ اور اسی طرح پہلے ایکٹ کے بجائے جو میونسپل ایکٹ سنہ ۱۹۵۰ ع ہے اس کو لایا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے جو

Imposition of tax under the provisions of Municipal Corporation Act, 1950.

اس کو رکھنے کی استدعا کی ہے۔ جہاں تک اس کو رکھنے کا تعلق ہے میں نے یہ دیکھا ہے کہ ۴-۵ کلازس میں جتنے امینڈمنٹس رکھے جا رہے ہیں وہ ڈیلیٹ کرنے کیلئے ہیں۔ پورے (بی) کو کیوں ڈیلیٹ کیا جا رہا ہے اس کی آنریبل منسٹر نے وضاحت نہیں کی۔ ٹیکس کے طور پر جو اضافہ ہوتا ہے اس کے پہلے کے قانون کے لحاظ سے میونسپل کارپوریشن کو دینے کا جو از تھا اس کو کیوں نکالا جا رہا ہے اس کی وضاحت آنریبل منسٹر کریں۔

شری دگمبر راؤ بندو - مجھے افسوس ہے کہ میں یہ امینڈمنٹ قبول نہیں کر سکتا۔ سکشن (۱۳۴) کو ڈیلیٹ کرنے کے بارے میں جو کلاز ۲ اس بل میں رکھا گیا ہے اس کو تو اس ہاؤس نے قبول کر لیا ہے۔ سکشن ۱۳۴ یہ تھا۔

“Notwithstanding anything contained in any enactment, regulation, law and order having the force of law, no local body as from the 1st of Azar 1355 Fasli be competent to levy any tax”

ٹکس لموی کرنے کا جو اختیار ہے اس کی ممانعت اس قانون میں تھی چونکہ وہ اس قانون کے معائنہ ہو جاتا ہے جس کے تحت یہ اختیارات ہیں اس لئے اس کو ڈیلیٹ (Delete) کیا جا رہا ہے۔ اور مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ وہ بھی الیکٹڈ باڈیز (Elected Bodies) ہیں اور ان کو جو اختیارات حاصل ہوتے ہیں انہیں اس عاؤس میں پیسہ خرچ نہیں کیا جاسکتا۔ جب تک کہ ہم خود یہ نہ کہیں کہ اب ہم نے اختیارات استعمال کریں۔ لیکن کانسلٹیویشن کے تحت یہ اختیارات ہم نو۔ نے گئے ہیں۔ اسی طرح سنٹرل گورنمنٹ ہم سے یہ سوچتی ہے کہ کیا آپ اسے احکامات دینے کے لئے تیار ہیں تاکہ ہم ایک سنٹرل ایکٹ بنائیں چنانچہ آنرل ممبرس کو یاد ہوگا کہ ایک مرتبہ ہم نے ایسا کیا ہے۔ اور ہمارے اختیارات سنٹر کے نوڈس کے لئے ہیں۔ اب یہ ڈیلیٹ کرنے کے بعد کلاز ۱۴۱ میں یہ باقی نہیں رہا۔ کہ لوکل باڈیز کو بھی کچھ اختیارات دینا چاہیئے اور دینا ناممکن بھی ہے۔

روڈ فنڈ (Road Fund) کے بارے میں میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ ہم اس قانون کے ذریعہ سے روڈ فنڈ قائم نہیں کر رہے ہیں۔ ٹرانسپورٹ اتھارٹی (Transport Authority) الگ ٹرانسپورٹ منسٹری کے تحت کام کر رہی ہے ایسا تو نہیں ہے۔ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی نے اس کو قائم کیا ہے۔ اس کی ایک آپیشل جابجہر حال ہے۔ لیکن میں بھی اس سے واقف نہیں ہوں کیونکہ اس کا تعلق پی۔ ڈبلیو۔ ڈی سے ہے۔ لیکن روڈ فنڈ کا جو رویہ ہم دے رہے ہیں اس کے تعلق سے فینانس کو یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ روڈس ہی پر خرچ کیا جائے۔ ورنہ یہ ہوگا کہ وہ پیسہ دوسرے مدات میں خرچ ہو جائے گا اور روڈس نہ بنیں گے تو موٹروں کو کافی دقت ہوگی۔ اس وجہ سے یہ رکھا گیا ہے کہ پہلے دو مدات کے تحت کلکشن کے چارجس (Charges) اور انسنسٹریشن کے چارج جس جانے کے بعد جیسا کہ میں نے آر۔ ٹی۔ ڈی کے بارے میں کہا تھا۔ جو بھی رویہ پیسے کا وہ روڈس پر خرچ ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ روڈس جتنے اچھے ہوتے جائیں گے اتنی ہی ہمیں زیادہ سہولت ہوگی۔ اس لئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگرچہ کہ آنریبل ممبرس کی خواہش میں معقولیت ہے کہ کوئی اڈوائزری باڈی (Advisory Body) بنائی جائے۔ لیکن پھر بھی میں کوئی قطعی وعدہ نہیں کر سکتا۔ میرے آنریبل کلیگ (Colleague) جو پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کے منسٹر ہیں وہ اس بارے میں سوچیں گے تاکہ یہ چیز اس میں آجاسکتی ہے تو آجائے۔ جب بجٹ ڈسکشن ہو رہا تھا تو اس میں یہ مسئلہ آسانی سے لایا جاسکتا تھا۔ پھر بھی موقع نہیں گیا۔ کیونکہ وہ اب بھی لیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس میں یہ فٹ (Fit) نہیں ہو سکتا اس وجہ سے جو امینڈمنٹ پیش کیا گیا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ قابل قبول نہیں ہے۔ اور آنریبل ممبرس سے درخواست کروں گا کہ وہ اسے واپس لے لیں۔

Mr. Deputy Speaker : Does the hon. Member want that his amendments should be put to vote ?

Shri G. Hanumanth Rao : I beg leave of the House to withdraw my first amendment.

The amendment was, by leave of the House, withdrawn.

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“For sub-section (2) of section 141 of the Act proposed to be substituted by the Clause, substitute the following, namely—

“(2) A Hyderabad State Road Fund Advisory Board shall be formed consisting of the following members :—

(i) three members shall be elected by the Hyderabad Legislative Assembly by proportional representation.

(ii) two members from the All Hyderabad Motor union.

(iii) two members shall be nominated by the Government.

(b) The Board shall determine the sums to be paid or credited under clauses (i) and (iii) of sub-section (1) and its determination shall be final.”

The motion was negatived.

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“That Clause 3 stand part of the Bill”.

The motion was adopted

Clause 3 was added to the Bill.

CLAUSE 4

Mr. Deputy Speaker : The amendment to omit the clause cannot be moved but it can be discussed.

شری جی - ہنریت راؤ - یہ امینڈمنٹ کانسیکوشنل تھا اس لئے وہ اب موو نہیں کیا جاسکتا - کلاز ۲ پاس ہو گیا اور اس پر میرا جو امینڈمنٹ تھا وہ میں نے وہ ڈرا کر لیا ہے - اس کی رو سے جو اوپیشن گورنمنٹ کرنا چاہتی تھی وہ صحیح ہو جاتا ہے

*L.A. Bill No. X of 1954,
the Hyderabad Motor
Vehicles (Amendment)
Bill 1954.*

31st March, 1954 1691

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“That Clause 4 stand part of the Bill”.

The motion was adopted.

Clause 4 was added to the bill.

CLAUSE 5

Shri G. Hanumanth Rao : I beg to move :

In the column “Maximum Annual Tax” under Schedule XIII, for the figures 5, 7, 7, 51, 77, 103, 129, 154, 206, 257, 309, 411, 82, 206, 309, 51, 51, 10, 16, 16, 33 and 10,” substitute the following figures respectively.

“4, 6, 6, 41, 62, 82, 103, 123, 165, 206, 247, 329, 66, 165, 247, 41, 41, 8, 13, 13, 27, and 8”.

Mr. Deputy Speaker : Amendment moved.

* شری جی - ہنمنت راؤ - اسپیکر سر - جو ۲۰ پرسنٹ اضافہ کیا جا رہا ہے اس سلسلہ میں بہت چرچا ہوئی - میں نے جو دوسرے اسٹیمنٹ دئے تھے ان کا مقصد یہ تھا کہ میونسپل کمیٹیز اور لوکل باڈیز کو ٹیکس وصول کرنے کی اجازت نہ دی جائے لیکن منسٹر صاحب نے انکو قبول نہ کیا اس لئے وہ بھی اب ٹیکس لے سکتے ہیں - اس لحاظ سے منسٹر صاحب نے جیسا اس ایکٹ کو اب رکھا ہے اس سے صرف ۲۰ پرسنٹ کا اضافہ نہوگا بلکہ میونسپالٹیز اور لوکل باڈیز الگ الگ ٹیکس لیں تو چار سو یا دو سو پرسنٹ تک ٹیکس پہنچ جائیگا - ہماری روڈ ٹرانسپورٹ انٹسٹری کو آج کے حالات میں دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ ایک طرف بزنس ڈاؤن (Business down) ہے - دوسری طرف سلمپ (Slump) ہے اور تیسری طرف ٹیکس بڑھ رہے ہیں - میونسپل ٹیکس پٹرول ٹیکس اور ٹول ٹیکس میں اضافہ ہو رہا ہے اور لوکل باڈیز اور میونسپل کمیٹیز اور ولیج پنچایتیں ٹول ٹیکس میں خاص طور پر اضافہ کر رہی ہیں - اس لئے میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ ۲۰ پرسنٹ انکریز نہیں ہے بلکہ مدراس اور بمبئی کے لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو یہ تقریباً ۳۰۰ سو ۶۰۰ سو پرسنٹ اضافہ ہو رہا ہے - اس کے علاوہ دوسری چیز ہیں یہ دیکھنا ہے کہ ایک موٹر رکھنے والے کے لئے آج کے حالات میں جبکہ پٹرول کا پام بڑھ گیا ہے اور ٹیکس انکریز ہو رہے ہیں تو یہ مزید ۲۰ پرسنٹ ٹیکس دینا کہاں تک ممکن ہے -

ایک موٹر یا ٹرانسپورٹ لاری والا جتنا بھی ٹیکس ادا کرتا ہے اگر اس کو جمع کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کو سالانہ چھ سڑھے چھ ہزار روپیئے ٹیکس دینے پڑتے ہیں۔ سیلس ٹیکس - ٹول ٹیکس - رجسٹریشن فیس - میونسپل اور لوکل باڈیز کے ٹیکس یہ سب ادا کرنے پڑتے ہیں - اس کے علاوہ اس کو اسیر پارٹس پر خرچ کرنا پڑتا ہے - یہ سب اگر ملحوظ رکھا جائے تو حیدرآباد میں جو خرچہ ٹیکس بر ہوتا ہے وہ بمبئی اور مدراس سے بڑھ جاتا ہے - اگر گورنمنٹ دوسرے ٹیکس جو وصول کئے جاتے ہیں انہیں کٹ کر دینا چاہتی ہے تو میں کہوں گا کہ موٹر والے ۲۰ پرسنٹ تو کیا ۲۰ پرسنٹ اضافہ قبول کرنے کے لئے تیار ہیں - لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس ایکٹ میں دوسرے ٹیکس بھی عائد کرنے کے لئے گنجائش رکھی گئی ہے - اس طرح گورنمنٹ ڈبل گیم (Double game) کھیل رہی ہے - میونسپالٹیز کو بھی اجازت دیرھے ہیں کہ وہ وصول کر لیں - ان حالات میں میں گورنمنٹ سے رکوئسٹ (Request) کروں گا کہ ۲۰ پرسنٹ اضافہ کے لئے جو پروپوزل پیش کی ہے اس کو وٹھ ڈرا (Withdraw) کیا جائے - ورنہ دوسرے ٹیکس وصول کرنے کے بارے میں جو ایکشن ہیں انہیں رپیل (Repeal) کیا جائے -

شری رتنلال کوٹےچا (پاٹوڈا) :—اوپاध्यक्ष महोदय, जो अमेंडमेंट आज हाअस के सामने आजी है असे देखने के बाद मालूम होता है जिन लोगों ने यह अमेंडमेंट आज हाअस के सामने पेश की है उनका सही कलर (रंग) क्या है, और आज वह जिस अमेंडमेंट के जरिये से अपने सही कलर में हमें दीख रहे हैं। (They have come in their proper colours) जिस तरह का अमेंडमेंट लाकर आज जिन लोगों की वह हिमायत कर रहे हैं वह देखकर मुझे बड़ा आश्चर्य होता है।

सही बात तो यह है कि मोटर रखने वाले जो लोग होते हैं वह बड़े बड़े और अमीर होते हैं, और वह जो टैक्स बढ़ाने के लिये कहा जा रहा है वह असे टैक्स को अच्छी तरह अदा कर सकते हैं।

शरी انت ریڈی - آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے - ان کے سلسلے میں ہم مخالف نہیں ہیں موٹر ٹرانسپورٹ انڈسٹری کے بارے میں ہم کہہ رہے ہیں -

شری رتنلال कोटेचा :—आप यदि गरीबों की हिमायत करना चाहते हैं तो जिस तरह की अमेंडमेंट न लाते जो बेचारे गरीब टैक्सी ड्रायवर्स हैं, उनके लिये आप कुछ सहूलतें पेश करने के लिये अमेंडमेंट लाते तो हम समझ सकते थे। जो मोटर रखते हैं वे ज्यादातर पैसेवाले लोग हैं, और जिस टैक्स को बड़ी आसानी से दे सकते हैं लेकिन यहां जो अमेंडमेंट लाया जा रहा है वह महज चीप पाप्युलरिटी (Cheap Popularity) के लिये लाया जा रहा है।

शरी بی - ڈی - دیشمکہ (بھوکردن - عام) - آپ بھی اس چپ ہاپولارٹی میں ہاتھ بٹائیے -

شری رتنलल कोटेचा :—हम तो कहते हैं कि यह जो टैक्स बढ़ाया जा रहा है, वह बहुत कम है। हमारी पार्टी की तो यह विच्छा है कि जिसमें १०० प्रतिशत का बिजाफा किया जाना चाहता है, लेकिन जिसमें आज सिर्फ २० प्रतिशत का ही बिजाफा किया जा रहा है।

مینسٹر صاحب نے اپنے سپیچ میں پہلے ہی بتایا ہے کہ میٹراس یا بंबजी में यह अजाफा हमसे ६ या ७ गुना ज्यादा है, और हमारे यहां आज सिर्फ २० प्रतिशत का अजाफा किया जा रहा है। हमारा तो यह कहना है कि इसमें ज्यादा बढ़ाने की जरूरत है, और इससे जो आमदनी होनेवाली है, वह कोसी गवर्नमेंट के पास नहीं जानेवाली है बल्कि स्टेट रोड फंड में यह रकम जमा होनेवाली है, और बाद में सबके अच्छी करने के लिये उसका इस्तेमाल होनेवाला है। अगर सबके अच्छी नहीं होती हैं, टायर्स का खर्चा ज्यादा करना पड़ता है, सबके अच्छी होंगी तो मोटर चलाने वालों का ही खर्चा कम होगा।

हमारा कहना यही है कि आज जो २० प्रतिशत टॅक्स बढ़ाया जा रहा है वह बहुत कम है और हमारी तो यह इच्छा है कि इस टॅक्स को १०० प्रतिशत तक भी बढ़ाना चाहिये अतना कहते हुवे मैं अपना भषण समाप्त करता हूं।

شری دگمبر راؤ بندو۔ میں امنڈمنٹ قبول کرنے سے مجبور ہوں۔ جو اضافہ کیا جا رہا ہے وہ فائنانشیل پالیسی کے تحت ہی ہمارے فائینانسیز میں اضافہ کرنے کے لئے ہے۔ اور ان ہی لوگوں کے ٹیکس میں اضافہ کیا جا رہا ہے جو ٹیکس ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ کیوں کہ جو ٹیکسیز (Taxies) ہوتے ہیں ان کے مالک بیوپار کے طور پر ٹیکسیز رکھ کر چلاتے ہیں۔ ان پر لگائے جانے والے ٹیکس میں اگر اضافہ کیا جائے تو وہ اسے برداشت کر سکتے ہیں۔ اس لئے ٹیکس بڑھانے کا جو پروپوزل ہے اس کی مخالفت نہونی چاہئے۔ دوسری بات یہ کہ (vehicles registered unladen weight does not exceed twenty cwts. ایسی گاڑیوں پر ہم ٹیکس ۵ روپے حالی کی بجائے ۱۰ روپے کدرا کرتے ہیں۔ بمبئی میں اسی گاڑی پر ۱۷ روپے اور مدراس میں دیڑھ سو روپے اور سی۔ پی۔ میں ۱۲۰ روپے ٹیکس ہے۔۔۔

شری داجی شنکر راؤ (عادل آباد)۔ کیا یہ صحیح ہے کہ بمبئی اور سی۔ پی میں میونسپالٹیز اور دوسرے لوکل باڈیز مزید ٹیکس وصول نہیں کرتے؟

شری دگمبر راؤ بندو۔ یہ غلط ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ حیدرآباد میں میونسپالٹیز بہت کم ہیں۔ بمبئی سے موٹر نکلتی ہے تو اس کو کیا میونسپالٹی کو ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور ہر جگہ ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ ہر موٹر والا یہ ٹیکس ادا کرتا ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا کے سامنے یہ مسئلہ آیا تھا کہ یہ مسئلہ سنٹر کے تحت لے لیا جائے اور اسٹیشن کو اس وقت جو ٹیکس ملتے ہیں اتنی رقم دیدیجائے۔ اور سنٹر سے وصولی کا انتظام کیا جائے لیکن ہم نے یہ اعتراض کیا کہ ہمارے پاس پہلے ہی سے ٹیکس کم ہیں۔ اس میں اضافہ کی گنجائش ہے۔ اگر اس لحاظ سے اضافہ دیا جاتا ہے تو ٹھیک ہے۔ ہوتا یہ تھا کہ جو اسٹیشن ڈیولپڈ (Developed) ہیں اور زیادہ ٹیکس وصول کرتے ہیں انہیں تو زیادہ پیسہ ملتا تھا اور ہم کو کم پیسہ ملتا تھا۔ اس لحاظ سے ہم نے اتفاق نہیں کیا۔ ہم نے یہ کہا کہ ڈیولپمنٹ کو ملحوظ رکھ کر دیا جاتا ہے تو ہمیں کوئی عذر نہیں ہے۔ دوسرے ٹیکس کا جو ذکر کیا گیا ہے

وہ دوسرے پراونسز میں بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔ وہاں بھی میونسپالٹیز اور دوسرے ٹیکس ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں موٹر وھیکل ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں یہاں جو ۲ فی صد اضافہ کیا جا رہا ہے وہ ریزن ایبل (Reasonable) ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آنریبل موور اپنے کٹ موشن کو واپس لیں گے۔

Mr. Deputy Speaker : The question is :

“That in the column ‘Maximum Annual Tax’ Under Schedule XIII, for the figures ‘5, 7, 7, 51, 77, 103, 129, 154, 206, 257, 309, 411, 82, 206, 309, 51, 51, 10, 16, 16, 33, 1 and 10’, substitute the following figures respectively—

‘4, 6, 6, 41, 62, 82, 103, 123, 165, 206, 247, 329, 66, 165, 247, 41, 41, 8, 13, 13, 27 and 8’.

The motion was negatived.

Mr. Deputy Speaker : The question is :

“That Clause 5 stand part of the Bill”.

The motion was adopted.

Clause 5 was added to the Bill.

Mr. Deputy Speaker : The question is :

“That Short title, Commencement and Preamble stand part of the Bill.”

The motion was adopted.

Short title, Commencement and Preamble were added to the Bill.

Shri D. G. Bindu : I beg to move :

“That L. A. Bill No. X of 1954, the Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1954, be read a third time and passed.”

Mr. Deputy Speaker : The question is :

“That L. A. Bill No. X of 1954, the Hyderabad Motor Vehicles (Amendment) Bill, 1954, be read a third time and passed.”

The motion was adopted.

The House then adjourned for lunch till Half Past Two of the Clock.

The House re-assembled after Lunch at Half Past Two of the Clock.

[Mr. Deputy Speaker in the Chair.]

L. A. Bill No. XIV of 1954, the Hyderabad Allowances of Ministers (Amendment) Bill, 1954.

The Minister for Finance, Statistics, Customs, Commerce & Industries (Shri V. K. Koratkar): I beg to introduce L. A. Bill No. XIV of 1954 the Hyderabad Allowances of Ministers (Amendment) Bill 1954.

Mr. Deputy Speaker : The Bill is introduced.

L. A. Bill No. XI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation Bill 1954.

Shri V. K. Koratkar : I beg to move :

"That L. A. Bill No. XI, of 1954 the Hyderabad State Supplementary Appropriation Bill, 1954, be read a first time."

Mr. Speaker : Motion moved.

*شری بی۔ ڈی دیشمکہ۔ مسٹر اسپیکر۔ آج دو سال کے بعد یہ اپروپریشن بل (Appropriation Bill) ہمارے سامنے آیا۔ اس کے بارے میں میں اپنے چند خیالات ہاؤز کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ حکومت کو جائزہ لیکر تقریباً تین سال کا عرصہ ہوا۔ اس کے بعد بھی واقعی طور پر عوام کی ضرورتوں کو کس حد تک پورا کیا گیا اور برسر اقتدار ہونے سے پہلے جو وعدے کئے گئے تھے ان پر کہاں تک عمل کیا گیا۔ ممکن ہے کہ اس جانب سے یہ اعتراض کیا جائے کہ اپوزیشن کی جانب سے ایک ہی قسم کے اعتراض کئے جاتے ہیں۔ لیکن ہم بھی مجبور ہیں۔ وہ اعتراضات جو اسمبلی کی پہلی سٹنگ کے وقت تھے حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد سے وہی اب ہیں۔ وہی مطالبات عوام کی وہی مشکلیں جوں کی توں ہیں۔ اس لئے ہم بھی مجبور ہیں کہ ان ہی چیزوں کو دہرائیں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ حکومت کو برسر اقتدار آکر کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ لیکن ان مشکلات اور مسائل کو حل کرنے میں وہ ناکام ثابت ہوئی ہے۔ برسر اقتدار آنے سے پہلے ٹریژری بینکس کے ارکان کی جانب سے بارہا یہ کہا گیا تھا کہ برسر اقتدار آنے کے بعد حیدرآباد کو تین لسانی حصوں میں تقسیم کیا جائیگا۔ اس کے بعد نظام شاہی کو ختم کیا جائے گا۔ لیکن میں آج بوجھنا چاہتا

ہوں کہ آپ نے اسکو ختم نہیں کیا تو کم از کم اسکو ختم کرنے کے متعلق کونسا قدم اٹھایا جس سے عوام یہ توقع کرسکیں واقعی طور پر آپ گوشش کر رہے ہیں۔ باؤنڈری کمیشن (Boundary Commission) وجود میں آچکا ہے۔ بجٹ سشن کے زمانے میں اور جنرل ڈسکشن کے وقت بھی یہ چیز رکھی گئی تھی لیکن حکومت کی جانب سے اس کمیشن کے سامنے ایسا کوئی میمورنڈم یا تمام پارٹیوں کی جانب سے ایسا کوئی اسمبلی ریزولوشن اب تک پیش نہیں ہوا۔

میں جہاں تک سمجھتا ہوں یہ مسئلہ جہاں جہاں تھا اسکو وہاں کی حکومتوں نے خاصکر بمبئی اور کرناٹک وغیرہ میں کافی اہمیت دی اور موثر اقدام کیا گیا۔ لیکن حکومت حیدرآباد نے یہاں کے لوگوں سے انکے مستقبل کو بنانے کیلئے جو وعدہ کیا تھا اسکو پورا کرنے میں وہ کامیاب نہیں ہوئی۔ وہ قطعی طور پر ناکام رہی۔ اور انکے ریزولوشن کو سائیڈ ٹراک (Side track) کیا۔ میں یہ کہوں گا کہ آج بھی وقت کا تقاضہ ہے کہ اس سشن کے اختتام سے پہلے اس قسم کا ریزولوشن لا کر ہم سنٹرل گورنمنٹ پر یہ واضح کرسکتے ہیں کہ یہاں کے عوام کے کیا احساسات ہیں اور اس ہاؤز میں بیٹھنے والے ۱۷۵ عوامی نمائندے کیا سوچتے ہیں۔ مرکزی حکومت اسکو ٹھیک سمجھے یا نہ سمجھے لیکن ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس جانب توجہ دلائیں۔

دوسرا مسئلہ نظام صاحب کے انسٹیٹیوشن کے بارے میں ہے۔ راج پرمکھ کی دستوری حیثیت خواہ کچھ بھی ہو لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ نظام صاحب کے معاوضہ کے بارے میں کئی سال سے اسکو ختم کرنے کیلئے مطالبہ کیا جا رہا ہے لیکن حکومت نے اب تک کیا کیا۔ انکے معاوضہ میں جو (۵۰) لاکھ کی کمی ہوئی ہے یہ حکومت کی کوشش نہیں ہے بلکہ والنٹری (Valantry) طور پر انہوں نے عوام یا سنٹرل گورنمنٹ کے دباؤ کی وجہ سے کی۔ انکا یہ پچاس لاکھ کا معاوضہ یکلاخت بند کیا جاسکتا ہے لیکن حکومت اس میں بھی ناکام رہی ہے۔

تیسری چیز میں یہ عرض کروں گا کہ حیدرآباد میں گورنمنٹ نے رپریشن (Repression) کی پالیسی اختیار کی ہے پولس ڈپارٹمنٹ کی جانب ہم نے کئی مرتبہ توجہ دلائی۔ کل ہی میں نے ہوم منسٹر کے سلیمنٹری ڈیمانڈس کے بارے میں ان چیزوں کو پیش کرنے کی کوشش کی تو کہا گیا کہ بارہا ایسے اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ لیکن میں آنریبل منسٹر انچارج سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ تین روز قبل ہماری حکومت کو اتنے پریشان ہونے اور گھبرانے کی کیا ضرورت تھی۔ لائٹی چارج کرنے اور ٹیرگیس استعمال کرنے کی کیا وجہ تھی۔ آج حکومت کے سامنے مزدور اپنے میمورنڈم پیش کرتے ہیں تو حکومت کا یہ فرض ہے کہ عوام کے سامنے آکر وزراء انکو مطمئن کریں۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ ٹریڈ یونینس اور اپوزیشن کے لوگ انکو دھمکتے ہیں تو میں

سمجھتا ہوں کہ ٹریژری بنچس کا یہ فرض ہے کہ وہ عوام اور مزدوروں کے سامنے آکر انہیں مطمئن کرائیں۔ حکومت کی جو پالیسی ہے انکے سامنے رکھیں۔ لیکن انکے سامنے نہ جاتے ہوئے ان سے منہ موڑنے کا طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ انکے خلاف پولس استعمال کیجاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ حکومت کے لئے نازیبا ہے۔ آئریبل ہوم منسٹر سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ اس عمارت میں آکر کیا کرنے والے تھے۔ کیا وہ بمباری کرنے والے تھے۔ پرانی گرنی کے وہ مزدور یہاں آکر صرف حکومت کے سامنے اپنی بیروزگاری کا مسئلہ رکھنا چاہتے تھے اس بارے میں کئی مرتبہ حکومت کو میمورنڈم بھیجے گئے۔ دو مزدوروں نے بھوک ہڑتال کر کے کافی شدت کے ساتھ اس مسئلہ کو حکومت کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی۔ وہ ۲۹ واں دن تھا جبکہ بجٹ کے دوران میں ڈسکشن کرتے ہوئے ان مزدوروں کے رجحانات انکے خیالات۔ انکی تکالیف اور انکی پریشانی کو حکومت کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی گئی۔ حکومت نے بھی یہ تسلیم کیا کہ وہ پریشان ہیں۔ پھر وہ میمورنڈم پیش کرنے آتے ہیں تو کونسا گناہ کر رہے تھے یا حکومت کیلئے کونسا خطرہ پیدا ہو گیا تھا جو انکے ساتھ یہ ناروا سلوک کیا گیا۔ انکے پاس کھانے پینے کی چیزیں اور بستر تک ساتھ تھا۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ اس حد پر بیٹھکر اپنا احتجاج جتائیں۔ لیکن پولس نے بلاوجہ ٹیرگیاس اور لاٹھی چارج کیا جسکے نتیجے کے طور پر ایک مزدور کو سخت چوٹ آئی۔ اسکے پاؤں کی ہڈی میں سخت فریکچر (Fracture) ہوا.....

Shri V.B. Raju (Secunderabad-General): Mr. Speaker, Sir
Is the speech appropriate to the occasion ?

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ۔ اس موقع پر اس قسم کے واقعات ہم کہہ سکتے ہیں
اپروپریشن بل پر بحث کرنے کا یہی طریقہ ہے۔

شری. رتنلال کوٹےچا :— यह जो तकरीर आप कर रहे हैं, वह राजप्रमुख के भाषण के वक्त
होती तो ज्यादा अच्छा होता।

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ۔ پولیس کا مدد بھی امن میں شریک ہے۔ اگر اس کو
تکالیدیں تو اس پر بحث نہیں کی جائے گی۔

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ۔ اگر یہ سننا نہیں چاہتے تو میں بھی ان کی یہ باتیں
پرداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔

شری شेषراو واڈمارے (میلنگا):—अस रोज अँगरेजल मेंबर ने कहा कि गोली चलायी गयी
क्या कहना चाहता है कि गोली कहाँ चलायी और बससे कितने आदमी मरे?

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکہ۔ آپ گولی سے لالھی چارج اور ٹیرگیس کو کم سمجھتے ہیں تو یہ اور بات ہے۔ اس وقت جس قسم کے حالات تھے اس کے بعد بہت ممکن تھا کہ گولی بھی برسائی جاتی۔ حکومت ہتیار استعمال کرنے میں بہت پیش پیش ہے۔ اس لحاظ سے میں عرض کروں گا کہ رپریشن کا جو طریقہ ہے اس پر تین سال سے ہم توجہ دلاتے آ رہے ہیں لیکن حکومت کا رویہ مایوس کن ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ۳۰ تاریخ کو ایک ایڈجورنمنٹ موشن (Adjournment motion) بھی پیش ہوا جس میں توجہ دلائی گئی تھی کہ کسان سبھا کے سیکرٹری کے مکان پر حملہ ہوا۔ وہ ایک ایسا اہم واقعہ تھا جس میں پولیس بھی ساتھ تھی۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ مسلسل چیخ و پکار ہوتی ہے کہ پولیس کا غنڈہ ازم روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ یہی حالات کنڈور میں بھی ہیں اور ورنگل میں بھی۔ اس سلسلہ کو ختم کرنے کے لئے حکومت فوراً سوچے۔

تیسری چیز ان امپلائمنٹ (Unemployment) کے بارے میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلے کے لیبر منسٹر جو اس کمیٹی کے چیئرمین تھے اب بھی ایک ممبر کے نائے کمیٹی میں آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ان امپلائمنٹ کا مسئلہ حیدرآباد ہی میں نیا نہیں ہے پورے بھارت میں یہ مسئلہ ہے۔ اس طرح کہہ کر مسائل کو ساڈا ٹراک کرنا حکومت کو کہاں تک زیب دیتا ہے اس پر ایوان غور کرے۔ اسی سلسلہ میں چیف منسٹر جواب دیتے ہیں کہ ایک ان امپلائمنٹ کمیٹی مقرر کی گئی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس طریقہ سے ایک کمیٹی یا کمیشن بٹھانے سے مسائل حل نہیں ہوئے بلکہ حکومت کو عملی میدان میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر اس کمیٹی کی سفارشات ہمارے سامنے نہیں آتیں تو کیا دوسری اور تجاویز نہیں ہوسکتیں جن پر عمل کر کے بے روزگاری کو ختم کیا جائے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت ان امپلائمنٹ کے مسئلہ کو حل کرنے میں بھی ناکام ہوئی۔ مائنر ایریگیشن اسکیمس (Minor irrigation schemes) کے تحت مجھے یہ کہنا ہے کہ ان کے کئی اسکیم بنائے جاتے ہیں۔ ان کے لئے پراویژن بجٹ میں رکھا جاتا ہے ہر سال یہ کہا جاتا ہے کہ سر ہٹواڑہ میں مائنر ایریگیشن اسکیمس لائے جائیں گے۔ چنانچہ اس سے پہلے کے بجٹ میں بھی ۲۰ لاکھ کا پراویژن تھا اور شاید اب بھی کچھ پراویژن ہے لیکن بجٹ کو طویل بنا کر۔ لمبی چوڑی رپورٹس لکھ کر ہی اکتفا کیا جاتا ہے کوئی عملی اقدام نہیں کیا جاتا پورا پراجیکٹ کے بارے میں۔ نندی کنڈہ پراجیکٹ کے بارے میں ہم دو سال سے سنتے آ رہے ہیں لیکن اس بارے میں بھی حکومت کوئی خاطر خواہ کام نہیں کر سکی۔ میں صاف طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ٹال مٹول کی پالیسی سے بہت ممکن ہے کہ یہاں کے ممبرس کو مطمئن کرایا جاسکتا ہے لیکن عوام مطمئن نہیں ہیں۔

رلیف کے بارے میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کی کمیٹی (Relief Committee) کا مسئلہ یہاں ایک مسئلہ شکل اختیار کرتا جا رہا ہے اس بارے میں حکومت نے کوئی

وعدہ کیا تھا وہ پورا نہیں کیا کئی مرتبہ اس طرف حکومت کی توجہ مبذول کرائی گئی لیکن نظام صاحب کے ۱۰ لاکھ روپیے جو ڈونیشن (Donation) کے طور پر آئے تھے انہیں بھی خرچ کرنا حکومت نے مناسب نہ سمجھا۔ مجھے علم ہے کہ اس کے لئے ایک سنٹرل ریلیف کمیٹی قائم کی گئی ہے لیکن رقومات کیسے خرچ کی جا رہی ہیں اسکا حساب کتاب اس کمیٹی کے سامنے نہیں رکھا جاتا۔ جب دستوری طریقہ سے ایک کمیٹی قائم کی جاتی ہے تو پھر اس کا حساب اس کے سامنے کیوں نہیں رکھا جاتا۔ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت جو پیسہ ہے وہ خرچ کرنا نہیں چاہتی اور نظام صاحب کے ۱۰ لاکھ روپیہ میں سے صرف تین لاکھ خرچ کئے گئے ہیں۔ اس طرح ٹال مٹول سے کام کیا جاتا ہے۔ عثمان آباد ضلع میں اسکیرسی کے حالات تھے اس طرف بھی حکومت کو توجہ دلائی گئی لیکن حکومت نے اس کو بھی سائیڈ ٹراک کیا۔

ایک اور چیز میں جاگیری مواضع کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں۔ حکومت کی جانب سے بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ وہاں ری سٹلمنٹ (Resettlement) ہوا لیکن ایک سوال کے جواب میں ریونیو منسٹر نے یہ بھی تسلیم کیا کہ ۱۴ سو مواضع میں جہاں بندوبست ہوا اس کے نصف مواضع میں بھی اعلان نہیں ہوا۔ اگر شنوائی نہیں ہوئی تو کیا ۲۰ فی صد ریونیو معاف کیا گیا۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ ۲۰ فی صد کم کیا گیا بعض جگہوں پر ۱۰ فی صد کم کیا گیا۔ اب کہا جا رہا ہے کہ مالگزاری میں ۲۰ فی صد کی زیادتی کمی کرنے والے ہیں۔ اس لئے میں کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت اس مسئلہ کو بھی حل کرنے میں ناکام رہی۔

اسی طرح انعامات اور کیش گرانٹس (Cash grants) کے سلسلہ میں بل لانے کا حکومت نے وعدہ کیا تھا۔ اسی سشن میں بجٹ پر ڈسکشن کے وقت یہ کہا گیا تھا کہ یہ بل لانے والے ہیں لیکن یہ وعدہ بھی پورا ہوتا معلوم نہیں ہوتا۔ آپ ڈیموکریٹک طریقوں کے لئے تو بہت کچھ کہہ سکتے ہیں لیکن عوام دیکھنا چاہتے ہیں کہ عملی میدان میں اپنے وعدوں کو کس حد تک پورا کر رہے ہیں۔

شاہنشاہ اینڈ اسٹابلشمنٹ ایکٹ کے سلسلے میں بھی حکومت کو بارہا توجہ دلانے کے باوجود حکومت نے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اس سشن میں جو اسٹنڈ بل ہاؤز کے سامنے رکھا گیا اسکی نسبت منسٹر انچارج نے کہا کہ آپ کے مطالبات واجبی ہیں لیکن میں یہ بور ہوں کہ چھ مہینے سے پہلے اس قسم کا بل لاؤں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ ایسی چھوٹی موٹی باتوں کو پورا کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو میجر اسکیمیں (Major schemes) کس حد تک کامیاب ہو سکتے ہیں۔

کمیونٹی پراجیکٹس کے بارے میں گزشتہ سال اسی نوبت پر ہم نے یہ شبہ ظاہر کیا تھا کہ کمیونٹی پراجیکٹس کے سلسلے میں امریکن ایڈ (American Aid) نہیں دے رہے ہیں بلکہ وہ چند سیاسی اغراض لیکر یہاں داخل ہو رہے ہیں۔

میں ٹریڈری بنچز سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک سال کے تجربہ کے لحاظ سے آپ بتائیے کہ کمیونٹی پراجیکٹ ورک (Work) سے کس حد تک فائدہ ہوا۔ پاکستان میں امریکہ کا جو رجحان ہے کہیں وہی خطرہ یہاں بھی نہ پیدا ہو جائے۔

لینڈ پرائیلم کے بارے میں اس ہاؤز نے ایک قانون پاس کیا ہے۔ اس کے بارے میں ہمارے خیالات کئی مرتبہ ہاؤز کے سامنے آچکے ہیں۔ لیکن وہ ایکٹ بھی عملی میدان میں کس حد تک آگے بڑھ سکا میں ٹریڈری بنچز سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کیا ٹیلرس (Tillers) کو اس ایکٹ سے زمین مل سکی۔ لینڈ پرائیلم جس ڈھنگ سے حل کیا گیا ہے ٹینٹس اس سے مطمئن نہیں ہے۔ انہیں کوئی زمین ملنے والی نہیں ہے اسکا پروسیجر (Procedure) ایسا ہے کہ آئندہ چھ ماہ میں بھی پروٹیکٹڈ ٹینٹس کو زمین ملنے کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

ان حالات میں میں اپنے چند خیالات ہاؤز کے سامنے ظاہر کرتے ہوئے حکومت سے یہ کہہونگا کہ وہ اس پر توجہ کریں۔ اور ان مسائل کو حل کرنے میں حکومت کس حد تک کامیاب رہی ہے اسکی وضاحت کرتے ہاؤز کو مطمئن کرائے۔

شری بی. کے. کورٹکار:—اوپادھی کش مہودے، آج ہاؤس کے سامنے جو انٹروپریزیشن بیل پیش کیا جا رہا ہے وہ پچھلے سال کی جو ۸ کروڑ ۱۲ لاکھ ۷۶ ہزار کی مانگ تھی ان کے بارے میں یہی پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ مانگ اس کے پہلے ہی ووٹ پر رکھی جا چکی ہے۔ اس میں زیادہ تر معاملے صرف ہسبا بی یا نی ایک خاتہ سے دوسرے خاتہ میں جمنا خراج کرنے کے بارے میں ہیں۔

میرا خیال ہے کہ آج اس وقت اس کے بارے میں اتنی لمبی چوڑی تقریر کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ آج کوئی راج سے ہم اس بجٹ پر بھروسہ کر رہے ہیں، اور سوال جواب میں بھی کافی جانکاری حاصل کی جارہی ہے۔ بجٹ کے جنرل ڈسکشن کے وقت اور مارگوں پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے وقت بھی ان تمام باتوں کو کوئی بار اس ہاؤس کے سامنے لایا جا چکا ہے۔ پھر اس انٹروپریزیشن بیل کے وقت ان تمام باتوں کو دہرانے کی کوئی ضرورت نہیں ایسا مجھے نہیں لگتا۔

لیکن بہت ساری باتوں کے بارے میں یہاں کہا گیا اس لیے مجھے بھی کچھ کہنا ضروری ہو گیا ہے۔ سب سے پہلے یہ بات کہی گئی کہ زبانوار پراٹ رچنا کے بارے میں گورنمنٹ کی کیا پالیسی ہے، اس کے بارے میں انعام کے سامنے گورنمنٹ نے اب تک کوئی چیز نہیں رکھی ہے، میں نہیں سمجھتا کہ یہ بات یہاں کس طرح سے کہی گئی؟ میں نہیں جانتا کہ وہ کبھی اخبارات اور پڑتے ہیں یا نہیں۔ اگر وہ اخبارات پڑتے رہتے تو اس طرح کے اہتراجہ نہیں کرتے۔ میں یہاں صاف طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ کانگریس پارٹی کی ہدایت ہے کہ جب تک ہائی پاور کمیشن (High Power Commission) کی رپورٹ سامنے نہیں آتی تب تک اس کے بارے میں کسی طرح کا پرچار نہ کیا جائے۔ ہماری یہ پالیسی بیل کو صاف ہے کہ جب تک ہائی پاور کمیشن کی رپورٹ نہیں آتی ہے، تب تک اس طرح کا کوئی قدم ہماری پارٹی کی طرف سے نہیں

اڑایا جاسیگا۔ فیر آپکو یھ بات پسند ہو یا نہ ہو۔ ہر اک پارٹی کو یھ آسنادی ہئ کئ بھ افسکے بارے مں اپنے جو وچار ہئ انھن ہای پاور کمیشن کے سامنے رکھ سکتے ہئ، لکین سرکار افسکے بارے مں آج کھ نہیں کھ سکتی ہئ۔

شری بی۔ ڈی۔ - دیشکھ۔ میں اپنی پسندیدگی کو نہیں رکھ رہا ہوں۔ عوام کے خیالات رکھ رہا ہوں۔

شری۔ بی۔ کے۔ کورٹکر :—اوصام کے کھالاک کا ترمامیٹر ہمارے ہاتھ مں اچھی ترھ سے ہئ، اور ہم بھی اوصام کے کھالاک کو اچھی ترھ سے جانتے ہئ۔

خیر مں آپکو تو متماین نہیں کر سکتا ہں۔ اوصام یڈ ناراج ہوتے ہئ تو انھن تو ہم متماین کر سکتے ہئ۔ اوصام یڈ آپکے ساٹھ ہئ، اور انکا آپکے اُپر پورا ہراسا ہئ، تو آپ کھ رہن۔ ہم بھی اوصام کے تسمایدن ہئ اور اوصام نہ ہی ہمکو یھاں چنکر بھجا ہئ۔ آپ پر یڈ اوصام کا ہراسا ہئ تو ۲-۴ سال باڈ آپ بھی افس تراف آکر بٹھ سکتے ہئ۔ لکین مں یھاں پر ساڈ تار پر کھنا چاہتا ہں کئ افس ترھ کا کوئی رجوٹوشن یھاں پر نہیں آسگا جبتک کئ ہای پاور کمیشن کا رپورٹ نہیں آتا ہئ۔

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ۔ ریزولوشن کے بارے میں نہیں۔ حکومت کی پالیسی کیا ہے؟ کیا حکومت ہند کے پاس حکومت حیدرآباد ڈس انٹیگریشن کے بارے میں مطالبہ پیش کرنا چاہتی ہے یا نہیں؟

شری۔ بی۔ کے۔ کورٹکر :—افسکے بارے مں حکومت کی پالسی بلیکول ساڈ ہئ۔ جبتک ہای پاور کمیشن کی رپورٹ نہیں آتی ہئ، تبتک حکومت اپنی تراف سے افسکے بارے مں کوئی کدم نہیں اڑاسیگی۔ جب یھ رپورٹ آسیگی تب کانگریس پارٹی افسکے بارے مں تسفیا کریگی کئ کھا کرنا چاہیے، اور باڈ مں افسکے بارے مں کوئی رجوٹوشن وگرا آپکے سامنے آسکےگا، تبتک کوئی رجوٹوشن آڈ یھاں نہیں آسگا۔

شری رامانادھم (ہمکنڈہ)۔ عوام کے بارے میں.....

شری۔ بی۔ کے۔ کورٹکر :—ہم بھی یھاں پر اوصام کی تراف سے ہی آسے ہئ، بار بار اوصام کی بات نہ دوہراتے جاسیے۔

شری رامانادھم۔ عوام کی طرف سے کیا کرنے والے ہیں یہ ہم جانا چاہتے ہیں۔

شری۔ بی۔ کے۔ کورٹکر :—اوصام کی تراف سے آپ بھی آسے ہئ، اور ہم بھی آسے ہئ۔ اسی اسی ہندوستان سرکار کی تراف سے ہای پاور کمیشن (اوصاधिकार मंडल) نیضکت کیا گیا ہئ، اور افسکے سامنے سب پارٹ کے لوگ اپنے کھالاک رکھ سکتے ہئ، اور بیکتیک تار پر بھی اپنے کھالاک وھاں رکھے جا سکتے ہئ۔ کانگریس مں بھی کتنے ہی لوگ آسے ہئ جو افس بات کو شایب آپسے بھی جیادا چاہتے ہئ۔ وے بھی اپنے کھالاک افس کمیشن کے سامنے رکھ سکتے ہئ، اور رکھن۔ لکین ہای پاور کمیشن کی رپورٹ کے باڈ ہی افسکے بارے مں ہم اپنی نیٹ تار کر سکتے ہئ۔

दूसरी चीज निजाम साहब के बारे में कही गयी। यह कहा गया कि २५ लाख रुपये कम हुये हैं। सरकार चाहती तो और भी कम हो सकते थे, लेकिन वह नहीं हुआ। जब २५ लाख रुपये कम हुये हैं तो जिसमें यकीनन और भी कमी होगी। जिसमें कमी करने के लिये ही तो यह २५ लाख रुपये कम किये गये हैं। मुझे जिसके साथ यह भी कहना है कि जो निजाम का अिस्टिट्यूशन पहले था उस शकल में आज वह नहीं है। आगे आगे आप देखेंगे तो बराबर जिस निजाम साहब को दिये जाने वाले रुपयों में आपको कमी होते नजर आयेगी।

पुलिस रिप्रेजेशन के बारे में बहुत कुछ कहा गया है। जिसका जवाब मैंने उसके पहले कभी बार दिया है। आज अंक और बात साफ करना चाहता हूं कि अगर कोई कानून तोड़ता है और उसके लिये उसे सजा दी जाती है तो उसे पुलिस रिप्रेजेशन नहीं कहा जा सकता। सत्याग्रही यदि कानून तोड़ता है तो यह सोंच समझकर तोड़ता है कि मैं कानून तोड़ रहा हूं तो पुलिस की तरफ से मुझे बराबर सजा मिलेगी। फिर वह कानून तोड़ने के बाद यह नहीं कहता है कि पुलिस मेरे अपर रिप्रेजेशन कर रही है। हम कानून भी तोड़ेंगे और पुलिस उसमें मदाखलत भी न करे ये दोनों चीजें अंक साथ नहीं हो सकती। अंक तरफ तो आप कानून तोड़ेंगे और दूसरीतरफ यह कहेंगे कि हम कानून तोड़ते हैं फिर भी पुलिस हमें कुछ न करे, तो यह गलत चीज है।

जिस तरह से असेंबली के सामने जुलूस लाना कोई ठीक बात नहीं है। असेंबली यह कोई जुलूस लाने की जगह नहीं है। जिस तरह से जुलूस लाया भी जाता है तो उसे सम्हालना बड़ा मुश्किल होता है। यदि जुलूस लाया भी जाता है और वह ठीक तरीके से और शांती से चलता है तो अंक बात और है। लेकिन जिस तरह के जुलूसों का शांति से चलना बड़ा मुश्किल होता है। ऐसे वक्त अब्बाम पर काबू रखना बड़ा मुश्किल होता है, और जुलूस की हालत बड़ी खराब हो जाती है। असेंबली के सामने जुलूस लाने के लिये बंदी रखी गयी थी, तो आप चीफ मिनिस्टर साहब से मिलकर उनसे बहस कर सकते थे, और मजदूरों के मुतालिबात उनके सामने अच्छी तरह रख सकते थे। असेंबली के सामने जुलूस लाने की क्या जरूरत थी? मैं अैवान की सेवामें यह भी बताना चाहता हूं कि कल जिन लोगों ने जुलूस निकाला था उनके लीडर साहब के साथ मिनिस्टर मुतालूका काफी सोच विचार किया है, और अतिमिनान भी दिलाया है कि जिसके अपर काफी संजीदगी से विचार किया जायेगा। सिर्फ जुलूस लाया गया जिस लिये अब गवर्नमेंट उसके अपर कुछ सोचेगी ही नहीं ऐसी बात नहीं है। अब भी गवर्नमेंट उस मसले पर बराबर सोचेगी। मुझे यही कहना है कि जिस तरह से असेंबली के सामने जुलूस लाकर उसके काम में खलल डालना और उसका काम बंद करना यह राष्ट्र का नुकसान करना है।

आपको याद होगा कि पिछले साल इसी तरह का अंक प्रोसेशन डिमॉनिटाइजेशन ऑफ करन्सी के सिलसिले में असेंबली के सामने लाया गया था। उसको रोकना जुलूस के लीडरों के लिये नामुमकिन हो गया। सब लोग असेंबली कंपाउंडके अंदर घुस आये। और दो घंटे तक असेंबली में कुछ काम न हो सका। बाद में कुछ जरूरी कागजात पर निजाम साहब के दस्तखत भी वक्त पर न हो सके। क्योंकि बाहर जो गडबडी थी जिसके कारण कागजात उनके पास समय पर न पहुंचे जा सके।

यह कहा जाता है कि यदि हमें कोअी दरखास्त सरकार से करनी है तो डेमोक्रेसी में जिस तरह से प्रोपोजेशन क्यों नहीं लाया जा सकता ? मैं कहना चाहता हूं कि किसी भी देशमें, किसी भी पार्लमेंट के सामने, जिस तरह से जुलूस नहीं लाये जाते हैं। आपको यदि कोअी दरखास्त देनी है तो उसके दूसरे रास्ते हैं। गये साल से यह सिलसिला बराबर चला आ रहा है और हर असेंबली सेशन के वक्त किसी न किसी तरह का जुलूस लाने की कोशिश की जाती है। जो काम आप गव्हर्नमेंट से करवाना चाहते हैं, या गव्हर्नमेंट के सामने कुछ शिकायत पेश करना चाहते हैं तो यह काम रिप्रेजेंटेशन (Representation) के जरिये से हो सकता है। जिस के लिये जुलूस लाने की जरूरत नहीं है।

हमारे सामने आज जो बेरोजगारी का मसला है वह अंक बहुत बड़ा और गंभीर मसला है। हर कोअी जिसके बारे में बहुत जोर से कहता है। जिसके बारे में मैंने अपने ख्यालत हाथस के सामने रखे थे। हमारे यहां जिस मसले पर सोचने के लिये और कुछ रास्ता ढूँढ निकालने के लिये एक अन अस्पेसियमेट कमिटी बैठी है, और वह कअी महिनों से जिसबारे में सोच रही है कि बेरोजगारी को कम करने के लिये क्या किया जाय। लेकिन वह कुछ ऐसे जंगल में फसी है कि उसके भी कुछ समझ में नहीं आ रहा है कि क्या किया जाय। उसमें से निकलना बड़ा मुश्किल है। हम जितना समझते हैं अतना वह सरल मसला नहीं है।

एक तरफ तो यह कहा जाता है कि बेरोजगारी देहातो में काफी बढ रही है। लेकिन जब हम कोअी प्रोजेक्ट निकालते हैं तो उसमें काम करने के लिये हमें मजदूर नहीं मिलते। खेतीमें जो लोग काम कर रहे हैं उनको यह बात अच्छी तरह मालूम है कि आज खेती के लिये भी देहात में मजदूर नहीं मिलते हैं। एक तरफ तो यह कहा जाता है कि बेरोजगारी बढ रही है, तो फिर दूसरी तरफ काम करने के लिये मजदूर क्यों नहीं मिलते ? कहा जाता है कि मिलों में काफी बेरोजगारी बढ रही है, क्योंकि मिलें बंद होरही हैं। जो लोग बेरोजगार होकर निकलते हैं उनको गव्हर्नमेंट की तरफ से कहा जाता है कि हमारे पास काम है, और हम आपको दूसरा काम दे सकते हैं। लेकिन वे लोग आदतों से लाचार हैं, और शहर छोड कर जाना नहीं चाहते। सरकार काम देने के लिये तैयार है फिर भी वह असकाम को करने के लिये तैयार नहीं है। यह अन अस्पेसियमेट का मसला बड़ा कठिण है। मैं समझता हूं कि बेरोजगारी का मसला जहां पर लिबरल अंज्यु-केशन है, यानी मॉट्रिक और बी. ए. पढे हुअे लोग हैं, वहां ज्यादा है, लेकिन मजदूरों की हदतक जब तक सरकार दूसरा काम देने के लिये तैयार नहीं है, तबतक यह बेरोजगारी का मसला उनके लिये बहुत ज्यादा बिकट है, यह मानने के लिये मैं तैयार नहीं हूं। फिर भी मैं यह नहीं कहता कि हमारे सामने बेरोजगारी का कोअी मसला ही नहीं है। हमें और आपको बैठकर जिस बारे में जरूर सोचना चाहिये। और जिस पर गौर किया जासकता है।

यह भी अंतराज किया गया कि मायनर इरिगेशन (Minor Irrigation) का काम ठीक तरह से नहीं हो रहा है और अनाज भी बराबर नहीं दिया जा रहा है। अनाज के बारे में तो मैं जितनाही कहना चाहता हूं कि असपर से पाबंदी हटाअी जाने के कारण सरकारी खसों से कम दाम पर आज अनाज खुले बाजार में मिल रहा है।

यह कहा गया कि ल्यांड रिफॉर्म हमारे यहां किया गया है उसका नतीजा क्या होनेवाला है मालूम नहीं। लैंड रिफॉर्म तो किया गया है। उसका नतीजा दो साल बाद बाहर आयेगा। हमें तो पूरी अुमीद है कि उसका नतीजा अच्छा ही होगा।

कम्युनिटि प्रोजेक्ट के बारे में कहा गया कि उसका हीला बना कर यहां पर काफी तादाद में अमेरिकन लोग आ रहे हैं, और मालूम नहीं कि उसका नतीजा क्या होगा और क्या नहीं।

अिस में हम को अितमीनान है कि अगर किसी हद तक अमेरिकन यहां आये भी तो उनसे हिंदुस्तान पर कोअी असर पडनेवाला नहीं है। अिस अितमीनान के साथ किसी डेव्हलपमेंट प्रोग्राम के लिये जो भी कर्जा मिलता है, वह लिया जा रहा है। हिंदुस्तान ही नहीं बल्कि दुनिया के दूसरे भी बड़े बड़े मुल्क दूसरों से कर्जा लेकर अपनी उन्नती करते हैं। और वही हमने यहां पर शुरू किया है। अिसमें अगर कोअी अमेरिकन यहां पर काम करने के लिये आता है, तो अुसमें कोअी नुकसान की बात नहीं है। अुसको हम रख सकते हैं। और काम बता सकते हैं। आज बहुत से सायटिस्ट्स हैं, इंजिनियर्स हैं, बहुत से तजरूबेकार लोग हैं, अुनके तजरूबे से अगर हम फायदा उठाते हैं तो अुसमें किसी तरह से नुकसान नहीं है। अब रह गयी यह बात कि अुनकी वजह से हमारे पालिटिक्स पर दबाव आयेगा तो, अिसके बारे में आप अितमीनान रखिये कि अैसा नहीं हो सकता। हमें अपने काम करने वालों की हिम्मत पर अितना भरोसा है कि किसी का दबाव किसी भी काम के करने पर नहीं आ सकता। अुसकी हमें बिल्कुल फिकर नहीं है।

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ - نہرو جی کو کشمیر میں بھی تو یہی بھروسہ تھا۔

श्री. वि. के. कोरटकर : क्या भरोसा था यह मेरी समझ में नहीं आया।

شری کے۔ ایل۔ نرسمہا راؤ (یلندو۔ عام)۔ کشمیر میں شیخ عبداللہ کو جیل میں بند کرنا پڑا۔ کہیں آپ کے بارے میں بھی وہی نویت نہ آجائے اسلئے

श्री. वि. के. कोरटकर :—आपके जो कुछ मालूमात हैं वह बिल्कुल अलग हैं। कश्मीर में अमेरिकन के लिये शेख अब्दुल्ला को बंद नहीं करना पडा। अुनको बंद करना पडा वह अेक अलग चीज है। अुसको मैं यहां दुहराना नहीं चाहता। आप भी जानते हैं, और मैं भी जानता हूं कि शेख अब्दुल्ला को क्यों गिरफ्तार किया गया। रशियन्स या अमेरिकन्स ने अुनको गिरफ्तार करके नहीं रखा है। अिसके सिलसिले में मैं ने कज्ी बार अीवान के सामने जाहीर किया था कि अिटरनेशनल पालिटिक्स में आज अमेरिका के खिलाफ कोअी बोलनेवाला नहीं है। आज दुनिया में अिसवक्त्त हायड्रोजन बॉब के तजरूबे हो रहे हैं। आज दुनिया में बडी बडी गवर्न-मेंट्स हैं, वह देख रही हैं, लेकिन किसी भी गवर्नमेंट की यह हिम्मत नहीं है कि अमेरिका को यह कहे कि अिन तजरूबों को तुम बंद करो। लेकिन पंडित जवाहरलाल नेहरू ने कल ही पार्लिया-मेंट से अमेरिका को चेतावनी दी कि आप अिस चीज को बंद कीजिये। अिससे नुकसान होनेवा-ला है। (Cheers) अगर यह हिम्मत आज हिंदुस्तान में है तो आप यकीन रखिये कि अगर कोअी अमेरिकन्स हिंदुस्तान में आये तो अुनकी वजह से हिंदुस्तान की राजनीति पर किसी तरह का असर होनेवाला नहीं है। (Cheers)

Mr. Deputy Speaker : The Question is :
“That L.A. Bill No. XI of 1954, the Hyderabad State
Supplementary Appropriation Bill, 1954, be read a first time”.

The motion was adopted.

Shri V. K. Koratkar : I beg to move :

“That L.A. Bill No. XI of 1954 the Hyderabad State
Supplementary Appropriation Bill, 1954, be read a second
time ”.

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“That L.A. Bill No. XI of 1954, the Hyderabad State
Supplementary Appropriation Bill 1954, be read a second
time.”

The motion was adopted.

Clauses 2 and 3

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“That Clauses 2 and 3 stand part of the Bill.”

The motion was adopted.

Clauses 2 and 3 were added to the Bill.

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“That the Short title, commencement, Preamble and
the Schedule stand part of the Bill”.

The motion was adopted.

The Short title, Commencement, Preamble and Schedule
were added to the bill.”

Shri V.K. Koratkar : I beg to move :

“That L.A. Bill No. XI of 1954, the Hyderabad State
Supplementary Appropriation Bill, 1954, be read a third time
and passed.”

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“That L.A. Bill No. XI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation Bill, 1954 be read a third time and passed.”

The motion was adopted.

L.A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954.

Shri V.K. Koratkar : I beg to introduce L.A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954.

Mr. Deputy Speaker : The Bill is introduced.

Shri V.K. Koratkar : I beg to move :

“That L.A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954, be read a first time”.

Mr. Deputy Speaker : Motion moved.

شری انت ریڈی - مسٹر اسپیکر - سنہ ۱۹۵۴ - ۵۵ ع کا موازنہ ایوان میں پیش
ہوا اور ڈیمانڈس منظور کئے گئے - ان کے استعمال کے لئے جو اپروپریشن بل ہمارے
سامنے آیا ہے اوس سلسلہ میں میں حکومت کے سامنے چند چیزیں رکھنا چاہتا ہوں -
یہ جانہوگا اگر میں یہ کہوں کہ آج ہمارے سامنے بڑے بڑے اہم مسائل ہیں جن کی
جانب ڈیمانڈس پر بحث کے دوران میں حکومت کو توجہ دلائی جا چکی ہے اور منسٹروں
کو بھی متوجہ کیا گیا ہے - اگر میں اون امور کو اختصار کے ساتھ بیان کروں تو
غیر ضروری نہ تصور کیا جائے گا - آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے دیش میں رشوت و
کرپشن (Corruption) کا بازار گرم ہے اور حکومت کی مشنری میں ان افیشینسی
(Inefficiency) روز بروز بڑھتی ہی جا رہی ہے جس کی جانب حکومت کو
متوجہ کیا گیا ہے - یہ کسی پارٹی کا سوال نہیں ہے - ٹریژری بنچس کا سوال ہے نہ اپوزیشن
کا - جب حکومت کی مشنری میں خرابیاں پیدا ہو جائیں - کرپشن بڑھ جائے تو میں
سمجھتا ہوں کہ وہ دیش کے لئے بہت بری بات ہوگی - جب ہم کروڑوں روپیہ حکومت
کو خرچ کرنے کے لئے دے رہے ہیں تو ہم یہ آشا رکھتے ہیں کہ کرپشن اور ان افیشینسی
کے تعلق سے جو خیالات ظاہر کئے گئے ہیں اون کی جانب سختی کے ساتھ غور کیا جائے گا
اور اوس کے انسداد کی تدابیر اختیار کی جائیں گی - پرسوں ہی ایک آنریبل ممبر نے
کرپشن کے بارے میں جب کچھ کہا گیا تو مہارت ہی مزاحیہ انداز میں یہ جواب دیا کہ

اپوزیشن کی جانب سے جتنی مرتبہ کرپشن کرپشن کے الفاظ دہرائے گئے ہیں اگر بھگوان کا نام دھرایا جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ جنت کے مستحق ہوجاتے۔ میں کہوں گا کہ اگر جنت اتنی سستی ہے کہ چند مرتبہ بھگوان کا نام دھرانے سے ہی مل جاتی ہے تو ہمیں ایسی سستی جنت نہیں چاہئے۔ جب ہم کسی مسئلہ کو بیان کرتے ہیں تو حکومت کے ارکان کو چاہئے کہ وہ تھنڈے دل سے ان کی سماعت کریں اور خرابیوں کو دور کرنے کے لئے جو سنجیشن دئے جاتے ہیں ان پر توجہ کریں اور خرابیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ جیسا کہ کل ہی ایک آنریبل ممبر (ڈپٹی منسٹر) نے اپوزیشن ممبرس کو انوائٹ (Invite) کیا کہ پولیس کے تعلق سے کرپشن وغیرہ کے کیس ہیں تو وہ ان کے علم میں لائیں تاکہ اصلاح کی جاسکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن اور ٹریژری بینچس کے ارکان متفقہ طور پر یہ چاہتے ہیں کہ دیش سے کرپشن دور ہو اور ساری خرابیاں دور ہوجائیں تو یہ کوئی مشکل بات نہیں ہوگی۔ دوسری چیز جس کی جانب توجہ دلانا ہے وہ ٹاپ ہیوی اڈمنسٹریشن (Top heavy administration) ہے۔ ہم اپنے اڈمنسٹریشن پر (۴۰-۴۵) پرسنٹ خرچ کر رہے ہیں۔ ہمیں آنے والی معاشی کساد بازاری کا خیال کرنا چاہئے۔ پرائیس (Prices) گر رہے ہیں اور اکنامک ان اسٹیبلٹی (Unstability) بڑھ رہی ہے۔ ایسی صورت میں میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ ہم لوگوں سے ٹکس وصول کرنے کے قابل نہیں رہیں گے۔ کیونکہ ٹیکس ہم کو زیادہ ملنے والے نہیں ہیں۔ ٹیکس کی جو حد ہوسکتی ہے وہ اپنی لمٹ (Limit) پر آگئی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ ٹکس عائد کرنے کے قابل ہم نہ ہوسکیں گے۔ اس لئے میں کہوں گا کہ اڈمنسٹریشن پر ہم جو زیادہ خرچ کر رہے ہیں اس کو گھٹانا چاہئے۔ اس وقت ہم جو پیسہ اڈمنسٹریشن پر خرچ کر رہے ہیں اس کو گھٹا کر ولفیر ایکٹیویٹیز (Welfare activities) پر خرچ کرسکتے ہیں۔ جب ہم اس سال کا بجٹ منظور کرچکے ہیں اور اپروپریشن بل ہمارے سامنے ہے تو میں حکومت سے یہ عرض کروں گا کہ وہ اڈمنسٹریشن سے کچھ بچا کر نیشنل بلڈنگ (Nation building) پر خرچ کرے۔ اسی طرح حکومت کے سامنے کئی بڑے بڑے مسائل ہیں جو توجہ کے محتاج ہیں۔ بے روزگاری کا مسئلہ ہے جسکی جانب کئی مرتبہ اس جانب سے توجہ دلائی گئی ہے۔ اسٹینڈرڈ آف لیونگ (Standard of living) ہمارے ہاں کا دن بدن گرتا جا رہا ہے۔ ہمارے ہاں پر کیا پینا انکم کے بارے میں عرض کروں گا کہ Per capita income.....

Shri L. K. Shroff (Raichur) : I would like to draw your attention, M. Speaker, Sir, to rule 183 (3) of our Assembly rules:

“Two hours before the time appointed by the Speaker for the adjournment of the Assembly on the day or the last of such days as the case may be, allotted under sub-rule (2), all

discussions shall terminate and the Speaker shall forthwith put every question.....”.

The time appointed for adjournment today is 5.30 according to the Order of Business. Therefore the discussion should have closed by this time.

Mr. Deputy Speaker : No time has been fixed for this purpose.

Shri K. Venkatrama Rao : Only the time for ‘At Home’ has been fixed (Laughter).

شری اننت ریڈی - تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہندوستان میں جو برکیا پیٹا انکم ہے انڈین گورنمنٹ کی جانب سے جو کمیٹی بٹھائی گئی تھی اوس نے تحقیقات کے بعد کہا ہے کہ سالانہ پر کیا پیٹا انکم (۲۶۰) ہے اور وہ تین سال سے اسٹیگنٹ (Stagnate) ہے۔ ڈیولپمنٹس کے کاموں کے بارے میں بھی میں کہوں گا کہ اس میں کوئی ترقی نہیں ہوئی ہے۔ بہت ساری چیزیں ہیں جن کی جانب حکومت کو توجہ کرنی ہے۔ اس وقت جب کہ ہم اپروپریشن بل منظور کر رہے ہیں حکومت سے میں التجا کروں گا کہ وہ ان سارے مسائل کی طرف توجہ کرے اور مختلف ڈیمانڈس کے سلسلہ میں جو اظہار خیال اپوزیشن کی جانب سے کیا گیا ہے ان کو مدنظر رکھے اور ان کو عمل میں لانے کی کوشش کرے اور ان رجحانات میں جو کوآپریشن (Co-operation) کا جذبہ ہے اس کو حکومت اپنانے کی کوشش کرے۔ اور آئندہ جو بجٹ پیش ہوگا اس میں ان امور کا لحاظ رکھے۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - مختصر طور پر فرمائے۔

* شری اناجی راؤ گوانے (پربھنی) - مسٹر اسپیکر سر - جو اپروپریشن بل ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے اور سنہ ۵۴ - ۵۵ کے اخراجات کی منظوری چاہی گئی ہے اس کے تعلق سے مجھے صرف چند چیزوں کے متعلق کہنا ہے۔ کئی آنریبل ممبرس نے اپنے خیالات کا اظہار ڈیمانڈس کے موقع پر ڈپارٹمنٹ بائی ڈپارٹمنٹ کیا ہے اور اون کے جوابات بھی گورنمنٹ کی جانب سے دئے گئے ہیں۔ مال اڈمنسٹریشن (Mal^o Administration) کے بارے میں ہو یا کرپشن کے بارے میں یہ سنکر حیرت ہوتی ہے جب اوس سے انکار کیا جاتا ہے۔ ڈس انٹیگریشن آف اسٹیٹ (Disintegration of state) کے بارے میں گورنمنٹ کی کیا پالیسی ہے یہ مسئلہ ہاؤس میں آنا چاہئے۔ لیکن اوس پر کافی مباحث نہیں ہوئے اور یہ کہا گیا کہ اس بارے میں کانگریس کی پالیسی کیا ہے یہ تو آپ جانتے ہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈس انٹیگریشن آف اسٹیٹ کے بارے میں گورنمنٹ کی پالیسی کیا ہے اور کانگریس کی پالیسی کیا ہے اس کے اظہار میں کسی قسم کی ممانعت نہیں ہے۔۔۔۔

*L.A. Bill No. XV of 1954,
the Hyderabad State
Appropriation Bill 1954.*

حیدرآباد کے عوام کیا چاہتے ہیں۔ کیا اس اسٹیٹ کو سالیڈیری (Solidarity) قائم رکھنا چاہتے ہیں یا اسکو ٹس انٹگریٹ (Dis integrate) کرنا چاہتے ہیں۔ کانگریس پارٹی کی جانب سے جو ہدایات آنریبل ممبرس کو دی گئیں ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کے تحت حیدرآباد کو ڈس انٹگریٹ کرنے کا اظہار کرنے یا عوام کیا چاہتے ہیں اس کے متعلق بالیسی کا اظہار کرنے سے روکا نہیں گیا ہے۔ آپ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ لنگویسٹک بیسس (Linguistic basis) پر پروانسیس قائم کرنے کے متعلق ایجیشن (Agitation) نہ کریں۔ اس کے متعلق کانگریس پارٹی کی جانب سے پابندی عائد کی گئی ہوگی۔ لیکن فینانس منسٹر صاحب نے تو ہاؤز میں یہ کہہ دیا کہ ہم کسی طرح سے یہ نہیں کہہ سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیز خود انکے پرنسپل (Principle) کے خلاف ہے۔ انہوں نے عوام سے وعدے کئے تھے اور نعرہ لگایا تھا کہ ہم حیدرآباد کو ڈس انٹگریٹ کرینگے۔ کانگریس کے کئی سالانہ اجلاسوں میں ریزولوشن پیش کئے گئے۔ میں آنریبل منسٹر فار فینانس کی توجہ اوس طرف مبذول کراتے ہوئے کہنا چاہتا ہوں کہ اون کو مت بھولئے کہ آپ نے عوام سے کیا وعدے کئے تھے۔ پبلک کی نمائندگی آپ بھی کرتے ہیں ہم بھی کرتے ہیں۔ لیکن آپ نمائندگی کا زیادہ دعویٰ کرتے ہیں۔ اس وقت آپ کی پارٹی نے جو نعرے لگائے تھے ان کی یاد تازہ کرتے ہوئے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کوئی ایسا ریزولوشن ہم یہاں موو (Move) کر کے پورے ہاؤز کے اتفاق سے حیدرآباد کو ڈس انٹگریٹ نہیں کر سکتے۔ اگر ایسا کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے بارڈر کے مسائل اور دیگر مسائل ہم حل کر سکتے ہیں۔ لیکن ڈس انٹگریشن آف حیدرآباد کے متعلق جو چیزیں آنریبل فینانس منسٹر نے رکھی ہیں اس سے نہ اپوزیشن ہی متفق ہو سکتی ہے اور نہ اس طرف کے آنریبل ممبرس ہی اتفاق کر سکتے ہیں۔ پولس کے تعلق سے کئی مرتبہ یہ سنا گیا اور آنریبل فینانس منسٹر نے بھی رپشن کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ قانون شکنی پر لالھی چلانا رپشن نہیں ہے۔ اسکی کونسی قانون میں تعریف کی گئی ہے میری سمجھ میں نہیں آتا۔ قانون تعزیرات کے تحت اگر قانون شکنی ہو تو آپ گرفتار کر سکتے ہیں سزا دے سکتے ہیں۔ گرفتاری کے بعد وہ شکایت نہیں کی جاتی کہ کیوں گرفتار کیا گیا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں پیس فلی (Peacefully) کو توڑنا چاہتا ہوں تو آپ اس پر لالھی چلاتے ہیں۔ ستیہ گرہ آپ نے بھی کی اور ہم بھی ستیہ گرہ میں شریک تھے۔ اگر کوئی شخص قانون کو توڑتا ہے تو آپ گرفتار کیجئے جیل میں لے جائیے اور قانونی طور پر جو سزا ہو سکتی ہے دیجئے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ نہ اس کی رہائی کے لئے کوئی درخواست دے سکتا ہے۔ میں پرسوں کے واقعہ کی مثال دے سکتا ہوں اس دن ایک مزدور (۲۸) دن سے اپنی مانگیں پوری کرانے کیلئے بھوک ہڑتال کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ کچھ مزدور پیس فلی حکومت کی توجہ مبذول

کرانے کے لئے دو تین دن کا کھانا - کپڑے اور بستر وغیرہ لیکر آتے ہیں اور پولس سے کہتے ہیں کہ ہم یہاں بیٹھنا چاہتے ہیں۔ پولس انکو بیٹھنے کی اجازت دیتی ہے لیکن اس کے بعد ہی لائھی چلائی جاتی ہے۔ میں یہ کہہونگا کہ اگر کوئی قانون شکنی کرتا ہے تو ضرور گرفتار کیجئے لیکن پیس فل طریقہ پر اگر کوئی اپنے مطالبات پیش کرنا چاہتا ہے تو اس پر کیوں آپ لائھی چلاتے ہیں۔ جس وقت آپ ستیہ گرہ کر رہے تھے اس وقت آپ نے جو قانون شکنی کی اس وقت سزا دی گئی لیکن ویسی پیس فل قانون شکنی اب کی جاتی ہے تو آپ گولیاں اور لائھیاں چلاتے ہیں۔ اودھر کے ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ گولیاں کہاں چلائی گئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ لائھیاں اھنسا کی تعریف میں آتی ہونگی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کونسے قانون میں اس طرح لائھیاں چلانے کی اجازت دی گئی ہے۔ اگر کوئی ایسا عمل کیا جائے جس کی وجہ سے لائھی چلانے کی ضرورت پیش آئے تو وہ دوسری صورت ہو سکتی ہے۔ لیکن کل کے جو واقعات ہیں وہ یہ ہیں کہ ۲۵ عورتیں اس شخص کے ساتھ تھیں جو ۲۸ دن سے بھوک ہڑتال کر رہا تھا۔ اسکی بیوی بھی مظاہرہ کرنے والوں کے ساتھ تھی وہ لوگ پیس فلی بیٹھے ہوئے تھے لیکن ان پر آپ لائھیاں چلاتے ہیں۔ کیا یہ لائھیاں چلانا رپرشن کی تعریف میں نہیں آتا۔ میں آنریبل مینسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آج کی عوامی حکومت میں رپرشن کی تعریف بدل رہی ہے۔ آپ اس پکچر (Picture) کو سامنے رکھئے جبکہ ایک آدمی ڈیتھ بڈ (Death bed) پر پڑا ہوا اسکی بیوی اسکو بچانے کیلئے آپ کے پاس درخواست لیکر آتی ہے۔ لیکن اس پر لائھی چلا کر پریشان کیا جاتا ہے۔ کیا یہ آپ کا ظلم نہیں ہے۔ آپ اسکو رپرشن کہنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اگر آپ اسکو رپرشن کہنا نہیں چاہتے تو آپ کو مبارک ہو۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ آپ کے رپرشن کا مقابلہ پبلک دوسرے طریقہ سے کرنے کیلئے تیار ہوسکے آپ ہی ذمہ دار ہیں۔ ایکشن کا بدلہ ری ایکشن کی صورت میں ضرور ہوگا۔ اگر کوئی چیز پیس فلی کی جاتی ہے تو قانونی طور پر سزا دیجئے۔ گرفتار کیجئے۔ لیکن آپ تو ظلم کر رہے ہیں۔ لائھیاں چلا رہے ہیں۔ ٹیرگیاس استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن آنریبل مینسٹر کہتے ہیں کہ وہ رپرشن کی تعریف میں نہیں آتا۔ ایسا کرنے سے میں سمجھتا ہوں کہ شائد عوامی حکومت کی شان بڑھ رہی ہے۔

کمیونٹی پراجکٹ کے سلسلہ میں خاص طور پر کئی تقاریر میں یہ کہا گیا کہ آج کے حالات کو سامنے رکھنا چاہئے۔ خاص طور پر پاک امریکن معاہدہ کا لحاظ کرتے ہوئے۔ آج حالات ایسے پیدا ہو گئے ہیں یہاں جو امریکس آتے ہیں اون کو شبہ کی نظر سے دیکھا جاسکتا ہے۔ آنریبل مینسٹر پنڈت نہرو کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے پنڈت جی ایسے ہیں کہ انہوں نے ہائیڈروجن بم کے استعمال پر کل ہی تقریر کی ہے۔ جنہوں نے صاف صاف یہ کہہ دیا کہ اب امریکس کشمیر میں نیوٹرل (Neutral) نہیں رہ سکتے۔ لیکن میں کہہونگا کہ اس کے باوجود پنڈت نہرو کشمیر کی سمجھوتہ

سمجھ سکے۔ شیخ عبد اللہ کی پالیسی میں امریکنس کا کتنا ہاتھ تھا وہ اوسکو سمجھ نہ سکے۔ وہاں پادری اپنے مذہب کی تبلیغ کے سلسلہ میں کس طرح کام کر رہے ہیں اون لوگوں نے شیخ عبد اللہ کے ساتھ ملکر کیسا کھیل کھیل سب لوگ جانتے ہیں۔ اس چیز کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ جو چیز صحیح ہے اوسکو صحیح کہنا پڑیگا۔ ہارے پاس کمیونٹی پراجکٹس کے سلسلہ میں جو امریکنس آتے ہیں یا پہلے سے جو لوگ پادریوں کے سو روپ (स्वरूप) میں کام کر رہے ہیں وہ لوگ کس طرح اپنے پیٹریاٹزم (Patriotism) کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ یہ چیز آپ کے سامنے اس لئے نہیں رکھی جارہی ہے کہ آپ امریکہ سے کسی قسم کی امداد نہ لیں۔ اگر ڈولپمنٹ کے لئے کسی ملک سے امداد مل سکتی ہے تو اوس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اس چیز کو بھی ماننا پڑیگا کہ اب امریکنس کو کشمیر میں نیوٹرل نہیں کہا جاسکتا۔ ہندوستان اور امریکہ کے تعلقات میں اب جو تبدیلی آگئی ہے اوس کے بعد جو امریکنس ہندوستان آتے ہیں وہ کس طرح سے ہندوستان میں ہمدردی رکھہ سکتے ہیں۔ وہ لوگ اپنی پالیسی کو کامیاب بنانے کے لئے کاروبار میں مصروف ہیں۔ اوس کو شبہ کی نظر سے دیکھنا اور اوس پر کڑی نظر رکھنا درست ہوگا۔ میں آنریبل فینانس منسٹر سے اتنا ہی کہونگا کہ وہ ایسے ریلیجیوس مومنٹس (Religious movements) پر جو امریکنس مشن کے طور پر کام کر رہے ہیں اون پر کڑی نظر رکھیں۔ اگر آج کے حالات کا لحاظ کرتے ہوئے اور اونکے اور ہمارے تعلقات کا لحاظ کرتے ہوئے اگر ہم اون پر کڑی نظر رکھیں تو غیر صحیح نہیں ہوگا۔

آنریبل اگریکلچر منسٹر صاحب سے میں اتنا ہی عرض کرونگا کہ مرھٹواڑہ میں انہوں نے سیڈس کے متعلق جو اکسپریمنٹس (Experiments) شروع کئے ہیں اوس سے رعایا ناراض ہے۔ تین سال سے اوس پر تجربے ہو رہے ہیں۔ کائن کی کوالٹی (Quality) بڑھانے کے لئے آپ یہ چیز لانا چاہتے ہیں لیکن ہمارے یہاں کے حالات اور موسم اور آب و ہوا کا لحاظ کرتے ہوئے مرھٹواڑی کے کاشت کار اوسمیں نقصان اٹھا رہے ہیں۔ تین سال سے کیپاس کی وہ آمدنی نہیں ہو رہی ہے جو پہلے ہوتی تھی۔ آپ اون کو مجبور نہیں کر سکتے کہ فلاں کائن سیڈھی استعمال کئے جائیں۔ آپ کے اکسپریمنٹس غلط ثابت ہو رہے ہیں۔ جو تجربہ ہمارے سامنے ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس سے کوئی فائدہ ہونے والا نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اگریکلچر منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہم کاشتکاروں کو مجبور کریں گے کہ وہی سیڈس استعمال کئے جائیں۔ لیکن کانسی ٹیوشن کا لحاظ کرتے ہوئے اور آج کے حالات کا لحاظ کرتے ہوئے کسی کو مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ جنگ کے زمانہ میں جیسا کہ سکند وولڈ وار (Second world war) کے وقت کسانوں کو مجبور کیا گیا تھا کہ چار لائن کیپاس کے۔ چار لائن جوار اور چار لائن باجرہ کے ڈالیں۔ تو ویسے حالات میں کیا جاسکتا ہے لیکن آج جب کہ کانسی ٹیوشن فائدہ ہو چکا ہے ایسا نہیں کیا جاسکتا۔ آج یہ کہنا کہ اگر وہ بیج استعمال نہ کریں تو پوری فصل کانفسکیٹ (Confiscate) کیجات صحیح نہیں ہو سکتا۔ میں اون سے توقع

رکھتا ہوں کہ کاشتکار جب یہ شکایت لیکر آتے ہیں کہ یہ بیج استعمال کرنے کی وجہ سے لاکھوں روپیوں کا نقصان ہو رہا ہے تو اس پر وہ توجہ کرینگے اور انکو مجبور نہیں کرینگے کہ وہی بیج استعمال کئے جائیں۔ اگر اگریکلچر منسٹر اس پر غور نہیں کرینگے اور کاشتکاروں کو مجبور کرینگے تو اون کو احکام کی خلاف ورزی کرنے پر اتر آنا پڑیگا۔ اسلئے میری اون سے استدعا ہے کہ وہ اس پر غور کریں۔ جو چیز تجربہ سے اچھی پائی جاتی ہے اس پر رعایا ضرور عمل کرتی ہے۔ جیسا کہ رائیس کلٹیویشن (Rice cultivation) کے سلسلہ میں ہوا۔ جاپان اور چائنا کا میتھڈ (Method) کامیاب ثابت ہوا۔ چنانچہ رعایا اس طریقہ سے چاول کی کاشت کرنے تیار ہے۔ لیکن جس چیز سے کاشتکاروں کو اختلاف ہے اس پر انکو مجبور کرنا اور یہ کہنا کہ اون ہی بیجوں کو استعمال کرنا ہوگا بیجا سختی ہے۔ کاشتکاروں کو مجبوراً اس سختی کا مقابلہ کرنا پڑیگا۔ میں اون سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اس مسئلہ پر ضرور غور فرمائیں۔

* شری شرن گوڑہ انعامدار (اندولہ جیورگی)۔ مسٹر اسپیکر سر۔ آج جو اپروپریشن بل ہاؤز کے سامنے آیا ہے اس پر اپوزیشن کے چند ممبروں نے بحث کی۔ میں آج ہاؤز کے سامنے ایک چیز صاف طور پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ یوں تو کرپشن اور ایفیشیسی کے بارے میں ہاؤز میں گورنمنٹ کو متعدد مرتبہ توجہ دلائی گئی لیکن اسکو روکنے کے لئے گزشتہ دو سال میں کوئی خاص تجویز رویہ عمل نہ لائی جاسکی جس سے اسکی روک تھام ہو سکے۔ میں حکومت کے سامنے یہ چیز صاف طور پر رکھنا چاہتا ہوں کہ نیچے کے درجوں کے ملازمین کی جو تنخواہیں ہیں وہ بہت کم ہیں مثال کے طور پر ایک کانسٹیبل کی تنخواہ کو لیجئے۔ اسکو شاید ۴ روپیہ تنخواہ اور الونس وغیرہ ملا کر ۵.۴ روپیے ملتے ہیں۔ ہم یہ یحوی اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ ۲.۴ گھنٹے سرکاری ڈیوٹی (Duty) میں رہنے کے بعد ان ۵ روپیوں میں اپنی بیوی بچوں کو کیسے پالتا ہوگا۔ کیا یہ پیسے اسکی اور اسکی متعلقین کی زندگی بسر کرنے کیلئے کافی ہوتے ہیں۔ اسلئے اوس کانسٹیبل کو اپنی ضروریات کی تکمیل کیلئے جب پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ دوسرے ذرائع تلاش کرتا ہے جسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ کرپٹ (Corrupt) ہو جاتا ہے۔ وہ روپیہ - دو روپیے چار روپیے کیلئے کرپشن کا مرتکب ہوتا ہے۔ وہ اپنا پیٹ پالنے کیلئے روپیہ دو روپیہ لیتا ہے لیکن اس سے حکومت کا لاکھوں روپیہ کا نقصان ہوتا ہے۔ چنانچہ ہاؤز کو معلوم ہے کہ حیدر آباد اسٹیٹ میں لاکھوں روپیہ کا مال اسمگلنگ (Smuggling) میں چلا جاتا ہے جس پر یہ ایکسپورٹ ڈیوٹی (Export duty) دیتی ہے اور یہ سرجارج دیا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ اسکا اثر ہمارے فوڈ سپلائی (Food Situation) پر بھی بڑی طرح پڑتا ہے۔ اس کرپشن کی وجہ سے یہ ہے کہ وہ پیسے کے بارے میں اصلے کرپشن پر اثر آتے ہیں ان چیزوں کا لحاظ کرتے ہوئے میں حکومت سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ سرکاری ملازمین جو نیچے درجہ کے ہیں انکی کم از کم تنخواہوں کو بڑھایا جانا چاہئے۔

Mr. Deputy Speaker : This has been said so many times I do not find any new point in the hon. Member's speech.

شری شرن گوڑہ - سکرٹریز کو ڈھائی - دو دیڑھ ہزار تنخواہ دیجاتی ہے اسکو کم کر کے - ہائی آفیسرس کی تنخواہ میں کمی کر کے نیچے کے لوگوں کی تنخواہ میں اضافہ کیا جائے -

دوسری چیز یہ ہے کہ اس سال الیکٹریسی اسکیمس پر کئی لاکھ کا نقصان اٹھانا پڑا - اس سلسلہ میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رائچور - محبوب نگر اور گلبرگہ میں نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے وہ نفع سے نہیں چل رہے ہیں - اسکے علاوہ وہاں الیکٹریسی کی قلت بھی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ تنگبھدرا اسکیم کی تکمیل ہو جائے تو یہ ۳-۴۰۰ اضلاع کیلئے بڑی سہولت ہوگی - مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسکو ڈراپ (Drop) کیا گیا ہے اسلئے میں کنسرنڈ منسٹر (Concerened Minister) سے اپیل کرونگا کہ وہ اسکیم کو تکمیل کرنے کے متعلق غور کریں -

تیسری چیز میں گورنمنٹ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کرنائٹک میں خاص طور پر ضلع گلبرگہ میں اپر کرشنا پراجیکٹ اسکیم (Upper Krishna project scheme) پر حیدرآباد گورنمنٹ کی جانب سے ۱۰ لاکھ روپیہ خرچ کیا جائے تو اسکی وجہ سے ۴۰ لاکھ ایکڑ زمین سیراب ہوسکتی ہے - گلبرگہ ضلع کے تین چار تعلقات میں جو قحط کے حالات نمودار ہوتے ہیں انکا انسداد کیا جاسکتا ہے - لیکن اسکو نظر انداز کرتے ہوئے فائو ایر پلان میں شامل نہیں کیا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ شاید ۲۰ ایر پلان میں بھی شامل نہیں کیا جائیگا - نندی کٹم پراجیکٹ میں ۱۰۰ کروڑ روپیہ خرچ کرنے کے باوجود بھی ۸ لاکھ ایکڑ سے زیادہ زمین سیراب ہونے والی نہیں ہے لیکن یہاں اگر ۱۰ لاکھ روپیہ ہماری گورنمنٹ کی جانب سے اور ۱۰ لاکھ روپیہ بمبئی گورنمنٹ کی جانب سے خرچ کئے جائیں تو ہمارے قحط زدہ علاقوں کیلئے سہولت کا باعث ہوگا - اور فوڈ سچویشن بھی بہتر ہوگا -

چوتھی چیز میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کمیونٹی پراجیکٹس کے بلاکس گلبرگہ ضلع میں اب تک نہیں بنائے گئے ہیں - انکا کام بھی اچھی طرح سے نہیں ہو رہا ہے - میں استدعا کرونگا کہ ہمارے ضلع میں بھی اس اسکیم کو رویہ عمل لایا جائے -

شری गोपिडी गंगारेड्डी : मैं सिर्फ दो मिनट बोलना चाहता हूँ ।

Mr. Deputy Speaker : This is not the occasion for all the members to speak.

شری वि. के. कोरटकर : उपस्थित महोदय, दो चार बातें जो पहले कही गयी थीं वही फिर से कहा पर दोहरावी गयी हैं । रिवर के बारे में बहुत कुछ कहा गया । मैं जिसके बारे में जितना ही कहना चाहता हूँ कि गव्हर्नमेंट भी चाहती है कि रिवर बंद हो । जिसके लिये दोनों तरफ से कोरिडोर की जानी चाहिये । तभी यह बंद हो सकती है । मैंने पहले भी कहा था और आज

फिर दोहराता हूँ कि भ्रष्टाचार केवल सरकारी नौकरों में ही नहीं अपितु सर्वत्र नजर आता है। हमारे कुछ पुराने और कुछ नये हालत में यह अवगुण हमारे सारे समाज में आज फैला हुआ है। सभी जगह अलग अलग सूरतों में आज हमें रिश्वत और बेईमानी नजर आती है। यह हमारे समाज को लगा हुआ एक रोग है।

गौली दूध बेचता है तो उसमें पानी मिलाकर बेचता है। यहां तो किसी सरकारी नौकर का सवाल नहीं आता है। फिर भी यह तो भ्रष्टाचार ही है। एक अध्यापक हैं वह चाहे प्राय-व्हेट स्कूल का हो, या गवर्नमेंट स्कूल का हो, वह हाय स्कूल में पढ़ाने का काम करता है, और साथ ही साथ अिजाजत न होते हुवे भी प्रायव्हेट ट्यूशनस करता है। जिस लड़के को वह पढ़ाता है उसका परीक्षा का पेपर यदि उसके पास आता है तो वह उसका पेपर जांचता ही नहीं, और उस लड़के को पास कर देता है। वह भी सरकारी नौकर नहीं है, फिर भी वह भ्रष्टाचार ही है। एक व्यापारी सेल्स टैंक्स की रकम चुकाने के लिये हिसाबत तीन चार जगह अलग अलग रखता है, यह भी एक भ्रष्टाचार ही है। यह भी कोअी सरकारी नौकर नहीं है। एक आदमी एक दुकानदार से कुछ चीज खरीदता है और उस दुकानदार से बिना रसीद मांगे माल लेता है, और दुकानदार भी बिना रसीद दिये माल बेचता है। खरीदने वाला सोचता है कि मैं रसीद न लूंगा तो मुझे टैंक्स न देना पड़ेगा और दुकानदार सोचता है कि मैं यदि रसीद न दू तो टैंक्स बचा सकता हूँ। इनमें से एक भी सरकारी नौकर नहीं है। जो रसीद देता नहीं वह व्यापारी, और जो रसीद मांगता नहीं वह खरीददार दोनों भी खराब हैं।

यह जो बुराई है वह आज हमारे समाज के सभी स्तरों में आयी है। उसकी भी एक ऐतिहासिक पार्श्वभूमि है। आज यदि हम सरकारी नौकरी में कुछ भ्रष्टाचार देखते हैं तो वह समाज में आज जो बुराई आयी है उसका ही प्रतीबिम्ब है। इसी लिये तो हमारे समाज का आज जो नैतिक स्तर है उसे अँचा करने की खास जरूरत है।

कहा जाता है कि आर.टी.डी. डिपार्टमेंट में काफी रिश्वतसितानी चलती है। कंडक्टर को दो रुपये दिये तो जगह मिलती है। मैं कहना चाहता हूँ कि एक व्यक्ति बस में बैठता है और कंडक्टर सामने आते ही मुँह घुमा लेता है, क्योंकि वह बिना टिकट खरीदे वहाँ बैठता है। कंडक्टर समझता है कि जिसने टिकट खरीदा है, और आगे चला जाता है। जिस तरह वह आदमी कंडक्टर को धोके में रखकर सरकारी पैसे डुबाता है। मेरे ख्याल में २ रुपये कंडक्टर को देकर जो जगह हासिल करता है, और जो आदमी कंडक्टर को धोका देकर मुफ्त सफर करता है, यह दोनों भी समान तरह से भ्रष्ट हैं।

मैंने जितनी ज़िंदगी जिस दुनिया में आज तक काटी है उससे मेरा अनुभव है कि सरकारी नौकरों के बारे में जितना हम करप्शन बाहर बोलते हैं उतना करप्शन मुझको नहीं दीखता है। मैं और एक मिसाल आपके सामने रखना चाहता हूँ। एक आदमी मेरे पास आया और कहने लगा कि आपके अफसर भ्रष्ट हैं, रिश्वत लेते हैं, और मैं शहादत से आपको बता सकता हूँ, उसने कहा कि मैं उसी अफसर के पास जाकर बसाता हूँ जो रिश्वत में दिया गया था लेकिन वह आदमी आज तक

नंबर लेकर नहीं आया। अक आदमी ने आकर मुझ से कहा कि फलों फलों अफसर नें फलों काम के लिये मुझ से दो हजार रुपये मांगे हैं। वह अक बहुत बड़े और जिम्मेदार आदमी थे। मैंने उस अफसर को बुलाकर पूछा कि वह क्या मामला है तो उसने कहा कि वह तो गवर्नमेंट के पास रखे जाने वाली धड़ैत है जो मैंने उनसे मांगी थी। मैंने उस आदमी से बुलाकर पूछा तो उसने कहा कि मुझसे २ हजार रुपये मांगे थे, लेकिन मैंने उनसे कहा कि दो हजार रुपये धड़ैत क्यों ली जाती है वह आपको मालूम है तो उन्होंने कहा कि यह तो बहुत ज्यादा है। दो हजार रुपये बहुत ज्यादा है। अब देखिये सब मामला ही बिलकुल अलग हो गया। मैं आपको जिस तरह की कमी मिलाएँ दे सकता हूँ। यह चीजें असी होती हैं जो बात की बात में बढ़ती जाती हैं। अक से दूसरे के पास दूसरे से तीसरे के पास जिस तरह से यह बातें बढ़ती जाती हैं और आखिर में तहकिकात करने पर मामला कुछ ही निकलता है।

अक बार हैदराबाद के अक सिनेमामें आग लगी। और वहां अक बूढ़ी औरत जलकर मर गयी। उसके बारे में सब तरफ अक ही तहलका मचा और कहा गया कि १०-२० आदमी जलकर मर गये। जब पुलिस अफसर को पूछा गया कि जितना बड़ा वाकिया हुआ और तुम वहां क्यों नहीं गये, और उसे तुरंत तहकिकात के लिये भेजा गया, तो मालूम हुआ कि अक ही औरत मरी थी। जो लोग रिपोर्ट देने आये थे उनमें से वह किसी की बीबी थी, किसी की बहन किसी की बेटा और किसी की सांस, लेकिन मरी थी अक ही औरत।

जिस लिये मैं कहना चाहता हूँ कि करप्शन के जो मामले हैं, जो शिकायतें आती हैं, उनमें काफी मनघडत चीजें होती हैं। उन्हें पहले निकाल देना चाहिये। करप्शन के मामलों को कुछ डिसकावूट देकर ही देखा जाय तो अच्छा होगा। फिर भी मैं कहूंगा कि आज समाज में जो रिक्वतखोरी है वह जरूर कम होना चाहिये, और उसके लिये सब लोगों को सरकार के साथ सहयोग करना चाहिये।

टॉप हेवी अडमिनिस्ट्रेशन (Top heavy Administration) के बारे में कहा गया कि यहां का अडमिनिस्ट्रेशन बहुत टॉप हेवी है। मैं कहना चाहता हूँ कि दूसरे स्टेटों से मुकाबला करके देखें तो पता चलेगा कि वहां जितना टॉप हेवी अडमिनिस्ट्रेशन है उससे ज्यादा टॉप हेवी अडमिनिस्ट्रेशन हमारे पास नहीं है। गौरवाला कमिटी ने तनखाह कम करने की जो सिफारिश की है उनके बारे में गवर्नमेंट काफी गौर से सोच रही है। लेकिन यह बात अकदम से नहीं हो सकती। जिन लोगों की पहले से तनखाह मुकर्रर है उनसे गवर्नमेंट के कुछ कांट्रैक्ट्स रहते हैं। उनको अकदम कैसे कहा जा सकता है कि हमने आपकी तनखाह कम कर दी असा अकदम से नहीं किया जा सकता।

गौरवाला कमिटी के जो सिफारिशत जिस बारे में हैं उनको भी अमल में लाया जा रहा है और अब उनके तहत नये स्केल कायम किये गये हैं जिसके तहत अब २२५० रुपये तनखाह किसी की भी नहीं रखी गयी है। गौरवाला कमिटी के जो सिफारिशत हैं वह हर वक्त नजर के सामने रखे जायेंगे।

डिसइटीग्रेशन (Disintegration) के बारे में पहले ही कहा था। फिर भी जिसको दोहराया गया है जिस लिये मैं बिल्कुल साफ तौर पर कहना चाहता हूँ कि गव्हर्नमेन्ट की तरफ से या कांग्रेस के किसी जिम्मेदार व्यक्ति की ओर से जिस असेंबली के सामने जिसके बारे में कोई रेजोल्यूशन नहीं लाया जायेगा, जब तक कि हाय पॉवर कमिशन (अध्याधिकार मंडल) की रिपोर्ट हमारे सामने नहीं आती। मैंने यह तो कभी नहीं कहा था कि आप जिसके बारे में न बोलें। मेरे कहने का आपके ऊपर असर ही क्या होनेवाला है? हमारी तरफ से रेजोल्यूशन नहीं आया जिस लिये आपने अपने ख्यालात का अजिहार नहीं किया, अंसी तो बात नहीं है। किसी भी रेजोल्यूशन पर आप कुछ भी बोल सकते हैं। करोडगिरी की मांग आपके सामने आती है तो आप पुलिस की ज्यादाती पर बोलते हैं। आप अपने ख्यालात तो रख ही सकते हैं। मैं सिर्फ अतना ही कहना चाहता हूँ कि हमारी पॉलिसी यही है कि जबतक हाय पॉवर कमिशन की रिपोर्ट नहीं आयेगी तबतक जिस पार्टी की तरफ से जिस तरहका कोई प्रस्ताव अँवान के सामने नहीं आयेगा, और जिस के बारे में कोई प्रोपगंडा या प्रचार भी नहीं किया जायेगा।

रिप्रेशन (Repression) के बारे में बहुत कुछ कहा गया कि हम जुलूस लेकर आ रहे थे और हमें रोक लिया गया। मैं कहना चाहता हूँ कि यदि कोई आदमी कानून तोड़ता है तो उसे रोकना कोई जुलूम नहीं कहा जा सकता। बड़ी बड़ी तकरीरें कर के कहा गया कि अक बेचारी मैं बड़ी शांतता से अपनी दरखास्त अँवान के सामने रखने के लिये आ रही थी। बड़ी गरीब थी बेचारी। मुझे अफसोस के साथ कहना पड़ता है कि कोई शान्तिमय तरीके पर नहीं आ रहा था। मैंने भी जुलूस निकाले हैं और आपने भी जुलूस निकाले हैं। जुलूस जो निकाले जाते हैं, या लाये जाते हैं, वह कोई सिर्फ दरखास्त करने के लिये नहीं लाये जाते। उनका मकसद सिर्फ अतना ही नहीं होता कि सिर्फ दरखास्त सामने रख दें। आप यदि चीफ मिनिस्टर साहब को दरखास्त देना चाहते थे तो चीफ मिनिस्टर साहब तो उस दिन यहां थे ही नहीं, और आप चीफ मिनिस्टर साहब के मकान में जाकर अच्छी तरह से दरखास्त दे सकते थे। जिस तरह से दरखास्त असेंबली में आकर देने का कोई तरीका नहीं है। आप यदि स्पीकर के सामने दरखास्त देना चाहते तो अक रिप्रेजेंटेशन लाकर स्पीकर को उनके चेंबर में जाकर दरखास्त दे सकते थे। यहां जो जुलूस लाने की कोशिश की गयी उसका मकसद सिर्फ यहां आकर दरखास्त देना अतनाही नहीं था। प्रोसेशन का कोई दूसरा असर हुवा करता है, और उसी लिये प्रोसेशन निकाला जाता है। यदि दरखास्त ही देना थी तो चीफ मिनिस्टर के घर जाकर, और यदि स्पीकर साहब को ही देनी थी तो उनके चेंबर में जाकर दी जा सकती थी। यहां असेंबली के सामने प्रोसेशन लाने की कोई जरूरत नहीं थी।

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکہ۔ ان درخواستوں پر غور نہیں ہوتا اس لئے اسمبلی میں آنا پڑتا ہے۔

श्री. वि. के. कोरटकर : मैं आप को साफ तौर पर बताना चाहता हूँ कि प्रोसेशन लाकर दरखास्त देने पर उसपर जितना गौर होगा अतनाही गौर आप यदि शांतता से कोई दरखास्त देते हैं तो उसपर भी होगा। अतनाही नहीं बल्कि शांतता से कोई रिप्रेजेंटेशन लाकर दरखास्त

दी जाती है तो इसपर ज्यादा गौर किया जायेगा। इस तरह जुलूस आदि आकर गव्हर्नमेंट से यदि आप कोई चीज करवाना चाहते हैं, तो वह नहीं होनेवाली है।

आप प्रोसेशन लाकर अंक तरह का तहलका मचाना चाहते थे। मैं कहना चाहता हूं कि जहां-पर डेमॉक्रसी कायम है, ऐसे लोक शाही देश में अब इस तरह के जुलूस आदि लाने की कोई जरूरत नहीं है। जहां डिक्टेटरशिप चलती है, या मायनारिटी का राज मेजरिटी पर चलता है वहां पर इस तरह के प्रोसेशन की जरूरत हो सकती है। लेकिन यहां पर यह तरीका ठीक नहीं है। जहां पर आम जनता के विरोध में हुकूमत होती है, उस समय जनता इस रास्ते को अपनाती है, लेकिन आज के डेमॉक्रेटिक (Democratic) राज में यदि यह सोचा जाता है कि इस तरह जुलूस आदि निकालकर हम गव्हर्नमेंट को मनवाले तो यह गलत है। ऐसा नहीं होगा।

अमेरिकन्स के बारे में कहा गया कि हमारे यहां अमेरिकन भूत आगया है। मैं बताना चाहता हूं कि मुझे अमेरिकन्स से कोई डर नहीं लगता है। अलटे आज तो अमेरिकन्स ही हम से डर रहे हैं।

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکہ - یہ محبت کیوں ہو رہی ہے ہم یہ پوچھتے ہیں -

श्री. वि. के. कोरटकर : जिस से मोहोबत होती है उससे होती है, यह क्यों होता है, यह तो नहीं बताया जा सकता। खैर, आपका मोहोबत का जो ख्याल है वह आप का नहीं है। खैर, मने तो यह मजाक में कहा। उनसे हमारी कोई खास मोहोबत वगैरा नहीं है, इसका आप-यकीन रखिये।

अमेरिकन जासूसों का हमें बिल्कुल डर नहीं है। वह तो हमारे यहां आकर क्या जासूसी कर सकते हैं? हमारी गव्हर्नमेंट को अिन से जरा भी डर नहीं है। डर तो उन्हें लग रहा है। अगर हमारी गव्हर्नमेंट को भी लडाखी की तैयारी करती है तो शायद कुछ डर होता। वह यही देखते होंगे न कि हमारी गव्हर्नमेंट लडाखी की तैयारी कर रही है क्या? या हिंदुस्तान में रशिया की तरफदारी तो नहीं हो रही है। और युद्ध की भी कोई तैयारी नहीं कर रहे हैं। तो हमें उनसे डर किस बात का होसकता है? जो लोग यहां पर रशिया की तरफदारी कर रहे हैं उनही को उनसे डर लगता होगा कि अमेरिकन्स देखेंगे कि हम यहां क्या कर रहे हैं।

شری کے۔ ایل نوسمہا راؤ۔ وہ لوگ صرف رشیہ کی طرفداری نہیں دیکھ رہے ہیں۔
ہندوستان کی کمزوریاں کہاں ہیں اور انکو کہاں مار کر غلام بنایا جاسکتا ہے یہ دیکھتے ہیں۔

श्री. वि. के. कोरटकर : बहरहाल हिंदुस्तान के कमजोरी की तो कोई वजह नहीं है। अब हिंदुस्तान को कोई भी मुल्क गुलाम नहीं बना सकता। अब यह देश गुलाम बननेवाला देश नहीं रहा है। अमेरिकन्स भी यहां आकर के क्या देखेंगे? हम को भी लडाखी की तैयारी तो सुर्ही कर रहे हैं न गोली बारूद के कारखाने आदि भी चला रहे हैं और न किसी किसम की तैयारी ही की जा रही है। तो वह देखेंगे ही क्या? हमें उनसे जरा भी डर नहीं है। अलटे हम

अनुके पैसे लेकर प्लॅन्स बनालेंगे। आज हमारी जों पॉलिसी है वह असी कुछ अजीबगरीब है कि युरोप के सारे देश परेशान हैं। अमेरिका भी परेशान है, और रशिया भी परेशान है। हम किधर फिसलते हैं यह कोजी नहीं बता सकता है। अमेरिका और रशिया दोनों भी हमारी पॉलिसी देखकर परेशान हैं।

شری پنڈم واسدیو (گجویل) - پھسلتے پھسلتے کہاں تک جائینگے ؟

„श्री. वि. के. कौरटकर : वह जिस तरह फिसल जायगा कि आपके भी काबू में नहीं आयेगा। अनि चंद अलफाज के साथ मैं सब सदस्य से प्रार्थना करता हूँ कि वह यह अप्रॉप्रियेशन बिल मंजूर कर लें।

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“That L.A. Bill XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954, be read a first time”.

The motion was adopted.

Shri V. K. Koratkar : I beg to move :

“That L.A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954, be read a second time”.

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“That L.A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954, be read a second time.”

The motion was adopted.

Clauses 2 and 3

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“That clauses 2 and 3 stand part of the Bill”.

The motion was adopted.

Clauses 2 & 3 were added to the Bill.

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“That the short title, commencement preamble, and schedule stand part of the Bill”.

The motion was adopted.

The Short title, commencement preamble, and schedule were added to the Bill.

*L.A. Bill No. XVI of 1954
the Hyderabad State
Appropriation (No. 2)
Bill, 1954.*

31st March, 1954

1719

Shri L.K. Shroff : It is mentioned that the appropriation is for the services and other purposes up to the end of 31st day of March, 1955. Is it correct ? I think it should be 1954.

Mr. Deputy Speaker : It is correct. The money is required for services and purposes upto the end of March, 1955.

Shri V.K. Koratkar : I beg to move :

“ That L. A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954 be read a third time and passed ”.

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“ That L. A. Bill No. XV of 1954, the Hyderabad State Appropriation Bill, 1954, be read a third time and passed ”.

The motion was adopted.

**L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State
Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, 1954.**

Shri V.K. Koratkar : I beg to introduce L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, 1954.

Mr. Deputy Speaker : The Bill is introduced.

Shri V. K. Koratkar : I beg to move :

“ That L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, be read a first time .”

Mr. Deputy Speaker : Motion moved :

(Pause)

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“ That L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, be read a first time. ”

The motion was adopted.

Shri V. K. Koratkar : I beg to move :

“ That L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, be read a second time .”

1720 31st March, 1954

*L.A. Bill No. XVI of 1954.
the Hyderabad State
Appropriation (No. 2) Bill, 1954.*

Mr Deputy Speaker : The Question is :

“ That L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, be read a second time.

The motion was adopted.

Clauses 2 and 3

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“ That clauses 2 and 3 stand part of the Bill.”

The motion was adopted.

Clauses 2 and 3 were added to the Bill.

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“ That the short title, commencement preamble, and Schedule stand part of the Bill.”

The motion was adopted.

Short title, commencement preamble, and schedule were added to the Bill. ”

Shri V. K. Koratkar : The year has to be changed to 1954. It is printed as 1955 wrongly.

Mr. Deputy Speaker : That has already been done.

Shri V. K. Koratkar : I beg to move :

“ That L.A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, 1954 be read a third time and passed. ”

Mr. Deputy Speaker : The Question is :

“ That L. A. Bill No. XVI of 1954, the Hyderabad State Supplementary Appropriation (No. 2) Bill, 1954 be read a third time and passed. ”

The motion was adopted.

The House then adjourned till Half Past Two of the Clock on Thursday, the 1st April 1954.
